REGD. NO L 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

روزنامہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۲۹۷۹

لاہور

منگل ۲۵ محرم الحرام ۱۳۷۰ھ

جلد ۴/۳۸ ٭ ۷ نبوت ۱۳۲۹ھش ۷ نومبر ۱۹۵۰ء ٭ نمبر ۲۵۵

"وقت آنے پر پاکستان اپنی سرحدوں کی پوری قوت کے ساتھ حفاظت کرے گا" (لیاقت علی خان)

کراچی ۔ ۶ نومبر ۔ پنجاب، سرحد اور کوئٹہ کا بارہ روزہ دورہ ختم کرنے کے بعد وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خان آج واپس کراچی پہنچ گئے۔ ہوائی اڈے پر اخبار نویسوں کے متعدد سوالات کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ پاکستان خدا کے فضل سے اب اتنا طاقتور ہو چکا ہے کہ خاطر خواہ طریق پر اپنی سرحدوں کی حفاظت کر سکے۔ آپ اس وقت امریکی اخبارات میں شائع ہونے والی اس خبر پر تبصرہ کر رہے تھے کہ افغانستان اور پاکستان کی سرحد پر گزشتہ دنوں جو واقعات پیش آئے ہیں۔ ہو سکتا ہے آگے چل کر اسی قسم کے واقعات زیادہ شدت اختیار کر جائیں۔ آپ نے مزید بتایا کہ افغانستان کی طرف سے پاکستان کے خلاف جو معاندانہ پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔ اس سوال کے جواب میں کہ افغانستان کی معاندانہ روش کے پیش نظر کیا پاکستان سرحدی علاقے میں پھر سے فوجیں رکھنے کے سوال پر غور کر رہا ہے مسٹر لیاقت علی خان نے کہا۔ قبائلی باشندے حملہ آور کے مقابلے کی خود طاقت رکھتے ہیں۔ مسلم لیگ کے متعلق سوالوں کا جواب دیتے ہوئے آپ نے کہا۔ میں ۲۷ سال سے مسلم لیگ کا ممبر ہوں۔ اس عرصہ میں لیگ نے بڑے بڑے نشیب و فراز دیکھے ہیں۔ اس نے ہر قسم کی مخالفتوں کا ہمیشہ ہی ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے مجھے یقین ہے کہ موجودہ مخالفت کا لیگ کے مستقبل پر کوئی اثر نہیں پڑے گا بعض مفاد پرست پارٹیاں قائد اعظم کے نام سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہی ہیں، جن کے خلاف ملک میں غم و غصہ کی لہر پھیلی ہوئی ہے۔ اس قسم کی مفاد پرستی کا بہت جلد سدّباب ہو جائے گا۔ آپ نے مزید کہا۔ بعض عناصر کے علیحدہ ہو جانے سے لیگ میں اب وہی لوگ رہ گئے ہیں جنہیں قوم کا مفاد ہر طرح عزیز ہے

مختصرات

بیروت ۔ ۶ نومبر ۔ حکومت اسرائیل نے بعض مزید عرب خاندانوں کو جو چار سو افراد پر مشتمل ہیں۔ نکال کر لبنانی علاقے میں بھیج دیا ہے۔ لبنان نے اقوام متحدہ سے اسرائیل کی اس روش کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ (رشار)

سنگاپور ۔ ۶ نومبر ۔ برطانی کروزر جہاز جمیکا جس نے کوریا کی جنگ میں نمایاں حصہ لیا تھا اب مرمت کے لئے سنگاپور کے بحری مستقر میں واپس آ گیا ہے۔ کوریا کی جنگ میں اس جہاز نے چھ چھ انچ والے ۲۴۰۰ گولے چلا کر امریکی فوجوں کو اس قابل بنا دیا تھا۔ کہ وہ انچون کے قرب و جوار کے علاقے میں اتر سکیں۔

کوئٹہ ۔ ۶ نومبر ۔ آل پاکستان ویمنز ایسوسی ایشن کی صدر بیگم لیاقت علی خان نے بیگم امین الدین کی معیت میں آج بندق کے سینی ٹوریم کا معائنہ کیا۔ آپ نے سینی ٹوریم کو ایک ہزار روپے کا عطیہ دینے کا وعدہ کیا۔

لاہور ۔ ۶ نومبر ۔ پنجاب یونیورسٹی کے ماتحت آج تعلیم الاسلام کالج اور انجینئرنگ کالج لاہور کے مابین فٹ بال کا میچ ہوا جس میں تعلیم الاسلام کالج کی ٹیم ایک گول کے مقابلے پر آٹھ گول سے جیت گئی۔

پشاور ۔ ۶ نومبر ۔ سرحد کے وزیر اعظم خان عبد القیوم خان نے آج مالاکنڈ پن بجلی سٹیشن سے شب قدر کو بجلی فراہم کرنے والی لائن کا افتتاح کیا۔ مالاکنڈ پن بجلی گھر سے اب تک سات شہروں کو روشن کیا جا چکا ہے۔

لاہور ۔ ۶ نومبر ۔ آج یہاں پنجاب کے سیلاب زدہ علاقوں کی امدادی کمیٹی کا جلسہ ہوا جس میں امدادی کام کا جائزہ لیا گیا۔ کمیٹی نے امداد و بحالی کے کام کو سراہتے ہوئے اطمینان کا اظہار کیا۔

اقوام متحدہ کی کامیابی خطرے میں پڑ گئی!

ٹوکیو ۔ ۶ نومبر ۔ جنرل میکارتھر نے آج ایک سرکاری بیان میں تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ شمالی کوریا میں غیر ملکی کمونسٹ فوجوں کے پہنچ جانے سے اقوام متحدہ کی کامیابی خطرے میں پڑ گئی ہے۔ اب اقوام متحدہ کا مقابلہ ایک نئی اور تازہ دم فوج سے ہے جس کی پشت پر کافی تعداد میں محفوظ فوج اور رسد کا سامان موجود ہے۔

کراچی ۔ ۶ نومبر ۔ حکومت پاکستان نے فنی تعلیم کے متعلق جو نئی سکیم تیار کی ہے اس کے تحت ۵ علاقوں میں ۷ فنی مرکز کھولے جائیں گے۔

مصر اور پاکستان کے باہمی تعلقات

قاہرہ ۔ ۶ نومبر ۔ مصر کے نامزد سفیر برائے پاکستان عبد الوہاب عزام بے نے کہا ہے کہ پاکستان اور مصر کے درمیان تعلقات کی استواری سے تمام عالم اسلام متاثر ہوگا۔ اور بحیثیت مجموعی تمام اسلامی ملکوں کے باہمی تعلقات پر اس کا خوشگوار اثر پڑیگا۔

ایٹم بم کے استعمال کے خلاف تنبیہہ

پی کنگ ۔ ۶ نومبر ۔ پی کنگ ریڈیو نے امریکہ کو خبردار کیا ہے کہ وہ شمالی کوریا اور منچوریا کی سرحد پر ایٹم بم استعمال نہ کرے اگر اس نے یہ غلطی کی تو پھر اسی نوعیت کے جوابی حملوں کیلئے امریکی شہر بہترین نشانہ ہوں گے۔

اقوام متحدہ کو کشمیر میں استصواب کا جلد انتظام کرنا چاہیئے "صدر سلامتی کونسل کے نام برقیہ"

طہران ۔ ۶ نومبر ۔ ایران کے متعدد اسلامی اداروں کے سرکردہ مجتہدین نے اقوام متحدہ میں ایران کے مستقل نمائندے اور جنرل اسمبلی کے صدر مسٹر نصر اللہ انتظام کی معرفت حفاظتی کونسل کے صدر کو ایک برقیہ ارسال کیا ہے جس میں زور دیا گیا ہے کہ حفاظتی کونسل کشمیر میں جلد از جلد استصواب کا انتظام کر کے اپنی اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو۔ تار میں واضح کیا گیا ہے کہ اقوام متحدہ کے منشور کے تحت یہ امر مسلّم ہے کہ ہر قوم آزاد و خود مختار زندگی بسر کرنے کا پورا پورا حق رکھتی ہے۔ چنانچہ سلامتی کونسل کا قیام اسی نئے عمل میں لایا گیا ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے اس حق کی حفاظت کرے اور دوسری قوموں کو بھی ان کا یہ حق دلوائے۔ کشمیر کے ۴۰ لاکھ عوام کو جو عرصہ دراز سے انسانی حقوق سے بھی محروم چلے آ رہے ہیں۔ اپنے مستقبل کا آپ فیصلہ کرنے سے روکا جا رہا ہے۔ منشور کی اس دفعہ کے تحت وہ داد رسی کے مستحق ہیں۔ ان کے ساتھ اس نا منصفانہ برتاؤ پر ساری دنیا کے مسلمان بے چین ہیں حفاظتی کونسل کو چاہیئے کہ وہ اس قضیے کے منصفانہ حل کے لئے مؤثر قدم اٹھائے تاکہ کشمیر کے عوام فوری طور پر اپنے مستقبل کا آپ فیصلہ کر سکیں۔ تار میں سلامتی کونسل سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ اس معاملے کو فوری طور پر حل کر کے اپنے خلوص اور غیر جانبداری کا ثبوت دے۔ (رشار)

اخبار احمدیہ

ربوہ ۔ رتن باغ لاہور ۔ ۶ نومبر ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کل پونے دو بجے بعد دوپہر ربوہ سے بذریعہ کار تشریف لائے اور ایک روز قیام فرمانے کے بعد آج قریباً پانچ بجے شام ربوہ واپس تشریف لے گئے۔

رتن باغ لاہور ۔ ۶ نومبر ۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت گو پہلے کی نسبت اچھی ہے لیکن ضعف کی شکایت بدستور ہے احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کو بخار کی شکایت رفع ہو گئی ہے۔ لیکن ہائی بلڈ پریشر کی تکلیف ہے۔ احباب موصوف کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔

تبت کی سرحد سے ہندوستانی فوجوں کو فوری طور پر واپس بلا لینے کا مطالبہ

پی کنگ ۔ ۶ نومبر ۔ پی کنگ ریڈیو کی ایک اطلاع کے مطابق چین کی عوامی حکومت نے ہندوستان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ تبت کی سرحد سے اپنی فوجوں کو فوری طور پر ہٹا لے۔ اس وقت لہاسہ جانے والے تجارتی راستے کے دو مقامات پر ہندوستانی فوجیں متعین ہیں۔ چینی حکومت نے ہندوستان کو لکھا ہے کہ ان مقامات پر فوجیں رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تبت میں امن و امان قائم رکھنے اور اس کی حفاظت کی تمام ذمہ داری اب چین پر ہے۔ کالم پونگ سے موصول شدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ چین کے ہراول دستے لہاسہ سے صرف ۹۰ میل دور رہ گئے ہیں۔ پی کنگ ریڈیو نے امریکہ اور برطانیہ پر الزام لگایا ہے کہ وہ نیپال کو چین کے خلاف کٹھ پتلی کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔

تھائی لینڈ کے ماہر آبپاشی لاہور میں!

لاہور ۔ ۶ نومبر ۔ مسٹر ایم ۔ ایل زوجا لی کمبھو ڈائرکٹر جنرل محکمہ آبپاشی تھائی لینڈ ۱۴ نومبر کو لاہور پہنچے ہیں۔ آپ ایشیائی ٹریننگ سنٹر میں آبپاشی کی پراجیکٹ کی [illegible] بندی تخمینہ بندی اور رپورٹ تیار کرنے کے متعلق ضروری [illegible] کے طریقوں پر لیکچر دیں گے۔

کتب نصاب کا انتخاب

لاہور ۔ ۶ نومبر ۔ محکمہ تعلیم پنجاب نے پرائمری اور مڈل کلاسوں کے لئے کتب نصاب کے انتخاب اور تجویز کے ضابطہ کار کے متعلق ضمنی ہدایات جاری کر دی ہیں۔ ان ہدایات کی نقول بلا قیمت ڈائرکٹر محکمہ تعلیم کے دفتر سے مل سکتی ہیں۔

یاد رہے کہ اس سے قبل گیارہ جولائی ۱۹۵۰ء کو ہدایات جاری کی گئی تھیں۔ اور ۲۴ اکتوبر کو اس میں کچھ ترمیم کی گئی تھی۔ (سرکاری اطلاع)

آزادی کشمیر کے لئے دعائیں

طہران ۔ ۶ نومبر ۔ ایران کے متعدد دیہات میں ہندوستانی مقبوضہ کشمیر کی جلد آزادی کے لئے دعائیں مانگی گئیں (رشار)

جراثیمی تجربہ گاہ کا انکشاف

ٹوکیو ۔ ۶ نومبر ۔ کل امریکی چھتری بازوں نے پیانگ یانگ کے شمال میں ایک چھوٹی سی بستی میں ایک خفیہ جراثیمی تجربہ گاہ پر چھاپہ مارا جس میں جراثیمی جنگ کے متعلق تجربے کئے جا رہے تھے۔ وہاں پنجروں میں ہزاروں زندہ اور مردہ چوہے پائے گئے جنہیں طاعون۔ آتشک اور دوسرے متعدی امراض کے جراثیم کے ٹیکے دیئے گئے تھے۔ تاکہ وقت آنے پر تمام کے تمام علاقے میں یہ جراثیم پھیلائے جا سکیں۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس سے چھپوا کر [illegible] سے شائع کیا

ایڈیٹر :۔ روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

حصہ داران سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ کا اجلاس عام

مورخہ ۵ نومبر ۱۹۵۰ء

اور اس کے ضروری فیصلہ جات

آج مورخہ ۵ نومبر ۱۹۵۰ء رتن باغ میں بوقت ۱ بجے زیر صدارت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب سٹار ہوزری کا جنرل اجلاس ہوا۔ اجلاس عام کا کورم مکمل تھا۔ قابل ذکر دوست جو باہر سے تشریف لائے۔

(۱) میر محمد بخش صاحب گوجرانوالہ (۲) منشی محمد عبد اللہ صاحب سیالکوٹی۔ (۳) شیخ نیاز محمد صاحب گوجرانوالہ (۴) بابو محمد اسماعیل صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر (۵) مولوی عبد الرحمن صاحب انور (۶) محمد بخش صاحب گجرات۔

لاہور میں سے بعض حصہ دار شریک اجلاس ہوئے۔ چند دوستوں نے باہر سے اپنی نمائندگی میں بعض دوستوں کو نامزد کر دیا ہوا تھا۔

سب سے پہلے پریذیڈنٹ بورڈ آف ڈائرکٹرز نے سٹار ہوزری قادیان کی موجودہ صورت حال کو پیش کیا۔ اور بتلایا کہ کن حالات میں سٹار ہوزری قادیان کا سامان لوٹا گیا۔ اور اس بارہ میں ہجرت کے بعد چار لاکھ نقصان کا دعویٰ مشرقی پنجاب کے خلاف کیا گیا۔ اور بورڈ کی طرف سے سٹار ہوزری کو بحال کرنے کے لئے کیا کیا کوشش کی گئی۔ اور اس کا کیا نتیجہ ہوا۔ اس تعلق میں صاحب صدر نے تفصیل سے بتلایا۔ کہ محکمہ انڈسٹری کی طرف سے سٹار ہوزری کے لئے نلک ہوزری فیکٹری میں ½ حصہ مقرر کیا گیا۔ اور پھر جب نظر ثانی کی گئی۔ تو بجائے ½ کے ¼ سٹار ہوزری کو دیا گیا۔ لیکن بوجہ اس کے کہ نلک ہوزری کا انتظام ایک ایسی سنڈیکیٹ کے ہاتھ میں تھا۔ جس کی اکثریت ایسے ممبروں کی تھی۔ جن پر ہمارا اقتدار نہ ہونے کے برابر تھا۔ اس لئے ہماری شرکت سود مند نہ ہوئی۔ آخر اس سال مئی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سٹار ہوزری کا کام کسمپرسی کی حالت میں دیکھ کر شیخ نیاز محمد صاحب قائم مقام منیجر و سکرٹری بورڈ کو ارشاد فرمایا۔ کہ میری موجودگی میں بورڈ کا اجلاس منعقد کیا جائے۔ اور صدر انجمن کو حکم دیا۔ کہ وہ اپنی طرف سے ڈائرکٹر مقرر کر کے حضور کو اطلاع دے۔ چنانچہ صدر انجمن نے سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو اپنی طرف سے ڈائرکٹر نامزد کیا۔ شیخ صاحب منشی محمد عبد اللہ صاحب اور سید صاحب موصوف حضور کی خدمت میں ہدایات حاصل کرنے کے لئے ۹/۵ کو حاضر ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ کہ گو انقلاب میں سٹار ہوزری کا نقصان ہوا ہے۔ اس میں ہم بے بس تھے۔ مگر اب سٹار ہوزری کی بحالی کے لئے کوشش نہ کرنا قابل افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم بری الذمہ نہیں ٹھہر سکتے۔ سینکڑوں بیواؤں، یتیموں اور غریبوں کا سرمایہ سٹار ہوزری میں لگا ہوا ہے۔ اور مجھے اس بات سے تکلیف ہے۔ کہ اس بارہ میں صحیح رنگ میں اب تک کوشش نہیں کی گئی۔ اور نہ ہی اپنی ذمہ واری کو محسوس کیا گیا ہے۔ اور ہمیں ہدایت فرمائی۔ کہ انتہائی کوشش اس بارہ میں کی جانی چاہئے۔ خواہ گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام تک جانا پڑے۔ چنانچہ ہم تینوں ہدایات حاصل کرنے کے بعد ۵/۱۰ کو لاہور پہنچے۔ اور اسی دن بورڈ آف ڈائرکٹرز کا اجلاس منعقد کیا گیا۔ جس میں صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بھی شریک ہوئے۔ اور فیصلہ ہوا کہ سٹار ہوزری کے لئے ایسی فیکٹری الاٹ کرائی جائے۔ جو خالصتاً ہمارے انتظام کے ماتحت ہو۔ تا کام خاطر خواہ چلایا جا سکے۔ مکرم ڈاکٹر چودھری عبد الاحد صاحب کے ساتھ مشورہ کرنے اور مقامی فیکٹریوں کو دیکھنے کے بعد فیصلہ ہوا۔ کہ روشن ہوزری کے متعلق پھر دوبارہ کوشش کی جائے کیونکہ سابق الاٹی اسے نہیں چلا سکا اور وہ محکمہ کی طرف سے سر بمہر کر دی گئی ہے۔ چنانچہ ۵/۵ اسے حاصل کرنے کی کوشش شروع کی گئی۔ اور بالآخر خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ ہوزری ہمارے نام الاٹ ہو کر ۸/۲۵ کو اس کا قبضہ بھی دیا گیا۔

صدر صاحب نے بتلایا۔ کہ اس ساری جدوجہد میں مکرم ڈاکٹر عبد الاحد صاحب ایم۔ ایس سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی نے پوری ہمدردی اور جفاکشی کے ساتھ ہماری مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ بہتر سے بہتر بدلہ دے۔ قبضہ حاصل کرنے سے پہلے ایک موقع ایسا بھی آیا کہ قریب تھا کہ ہم اس ہوزری کے قیمتی سامان سے محروم ہو جاتے۔ اگر ڈاکٹر صاحب بیداری اور بروقت کارروائی سے کام نہ لیتے۔ بذریعہ تار انہوں نے مجھے ربوہ سے بلایا۔ اور روشن ہوزری کے سامان کو محفوظ کرنے کی جو تدابیر اختیار کی جا سکتی تھیں۔ انہیں اختیار کیا گیا۔ اسی طرح ہر موقع پر ڈاکٹر صاحب موصوف نے پوری مستعدی سے میرے ساتھ تعاون کیا۔

صدر صاحب نے اس تعلق میں یہ بھی بتلایا کہ شیخ نیاز محمد صاحب نے شروع سے سٹار ہوزری کے معاملہ میں دلچسپی لی اور ابتدائی مرحلہ میں شدت گرمی میں مدد دینے میں خلاف طبیعت کوفت برداشت کی۔ اور آخر بیمار ہو گئے۔ بیماری کے ایام میں بھی وہ ضروری معلومات مجھے بہم پہنچاتے رہے۔

صدر صاحب نے اس موقع پر ڈاکٹر ایم۔ اے قریشی ڈائرکٹر آف انڈسٹریز اور ممبران سنٹرل بورڈ کا شکریہ ادا کیا۔ اور بتایا کہ ہم سب ان کے ممنون ہیں کہ ہمیں انہوں نے پھر کام کرنے کا موقع دیا۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں شادی کی تقریب سعید

احباب یہ خبر سن کر خوش ہوں گے کہ صاحبزادی آصفہ بیگم صاحبہ بنت حضرت نواب محمد علی خاں صاحب رضی اللہ عنہ و حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بنت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نکاح مورخہ ۵ نبوت ۱۳۲۹ھش مطابق ۵ نومبر ۱۹۵۰ء ساڑھے چار بجے شام رتن باغ لاہور میں ہمراہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب حضرت خانصاحب مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر نے ایک ہزار روپیہ حق مہر پہ پڑھا۔ تلاوت محمد احمد صاحب ... نے کی۔ ثاقب صاحب زیروی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم اور خان ذوالفقار علی خانصاحب نے اپنی ایک نظم پڑھی آخر میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رشتہ کو جانبین اور خاندان مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ احمدیہ کے لئے مبارک فرمائے۔ آمین

(ادارہ)

ہجرت سے قبل سٹار ہوزری قادیان بہت بڑے پیمانے پر کام کر رہی تھی۔ اس کام کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے۔ کہ سالانہ ٹیکس اس ہوزری کی طرف سے گورنمنٹ کو ۶۵ ہزار سے ۸۵ ہزار تک ادا کیا جاتا رہا ہے۔ موجودہ ہوزری جو ہمیں الاٹ ہوئی ہے۔ امید ہے کہ اس سے بھی انشاء اللہ بہت بڑی خدمت سرانجام دی جا سکے گی۔ موجودہ ہوزری مشینری کے لحاظ سے اچھی فیکٹری ہے۔ فیکٹری کی فہرست ممبران کے سامنے ہے۔ اسے دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ (چنانچہ بوقت اجلاس مستری محمد حسین صاحب موسیٰ اینڈ سنز نے فہرست دیکھی)

صدر صاحب نے احباب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ احباب! جو کام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی طرف سے ہمارے سپرد ہوا تھا یعنی فیکٹری کی الاٹمنٹ وہ ہو چکا ہے اور اب آپ کا یہ کام ہے۔ کہ اپنی ذمہ واری کو محسوس کریں۔ اور جو اعتماد آپ پر کیا گیا ہے۔ اسے پورا فرمائیں۔ آپ کے سامنے سوال یہ ہے۔ کہ اس فیکٹری کو کس طرح چلایا جائے۔ اس کی مشینری سے فائدہ اٹھانے کے لئے بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اور اس سرمایہ کا جمع کرنا چند ممبروں کا کام نہیں۔ بلکہ جب تک تمام ممبران کا تعاون حاصل نہیں ہوگا۔ اس فیکٹری کی ساری مشینری کو کام پر نہیں لگایا جا سکتا۔ آپ نے دس دس روپے حصہ ڈال کر ایک اعلیٰ پایہ کی ہوزری قادیان میں چلائی تھی جو صدہا غریبوں کی روزی کا ذریعہ کئی سال تک بنی رہی۔ اب بھی اگر آپ نے تھوڑی سی ہمت سے کام لیا۔ تو پھر وہی صورت اللہ چاہے بحال ہو سکتی ہے۔ بعض دوستوں کا خیال ہے۔ "نلک ہوزری فیکٹری" نلک ہوزری دکان انار کلی میں جو پانچ ہزار روپیہ لگایا ہوا تھا۔ اور اسی طرح نیشنل بنک میں جو چھ ہزار تین سو روپیہ امانت میں پڑا ہے اسے واپس لیا جائے۔ اسی طرح بعض دیگر وصولیاں ہیں وہ بھی کی جائیں۔ لہذا اس طرح کام فوری شروع کر دیا جائے۔

صدر صاحب اور سکرٹری صاحب نے اس موقع پر اس تعلق میں تفصیل سے مشکلات بتلائیں۔ کہ یہ روپیہ فوری طور پر حاصل نہیں ہو سکے گا۔ اور فیکٹری کو بیکار رکھنا یہ ضابطہ محکمہ صنعت و حرفت کے خلاف ہے۔ صدر صاحب نے احباب کے سامنے تفصیل سے وہ کوائف رکھے۔ جن کی رو سے فوری کام شروع کرنے کے لئے ساٹھ ہزار روپیہ چھ ماہ کے لئے درکار ہوگا۔ اس سرمایہ کو حاصل کرنے کے لئے جو تجاویز بعض احباب نے صدر صاحب کے علم میں لائی تھیں۔ وہ انہوں نے پیش کیں۔ اور بتلایا کہ نئے حصص حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ یا قرضہ لیا جا سکتا ہے۔ اور آخر میں اس بات کی طرف ممبران کی توجہ منعطف کی۔ کہ اس اجلاس میں جو فیصلہ بھی ہو۔ یہ امر ملحوظ رہے۔ کہ وہ ایسا فیصلہ ہو۔ جس سے مطلوبہ سرمایہ کا حاصل ہونا یقینی ہو۔ محض دفع الوقتی کا فیصلہ نہ ہو۔ کیونکہ بغیر ایک محکم فیصلہ کے نہ سرمایہ حاصل ہو سکیگا نہ سٹار ہوزری کا کام بحال ہوگا۔ فیصلہ میں اس امر کی وضاحت ہونی چاہیئے۔ کہ سابقہ حصہ داروں میں سے اگر کوئی حصہ دار اس کو بحال کرنے میں ممد و معاون نہ ہوگا۔ اسے محض اپنے سابقہ حصہ کی بناء پر ہوزری کے کاروبار سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ کیونکہ جو نقصان فسادات کی وجہ سے اور غیر معمولی حالات میں سٹار ہوزری کو ہوا ہے۔ اس کی ذمہ واری بغیر تحقیق کے کسی ایک فرد پر عائد نہیں کی جا سکتی۔ اور اگر حصہ داروں کا یہ خیال ہو۔ کہ ان کے دس بیس حصے غیر معمولی حالات میں ضائع ہوئے ہیں۔ تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ وہ اکیلے ہی اس نقصان کو برداشت کرنے والے نہیں بلکہ مہاجرین قادیان اور مشرقی پنجاب اس ہوزری کے علاوہ کروڑوں کی جائیداد کھو بیٹھے ہیں اور اس کے بالمقابل ان حصہ داروں کے نقصان کی کوئی نسبت ہی نہیں۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے بھی دو سو حصے تھے۔ اور تحریک جدید کے بھی دو سو حصے تھے۔ اور ایسے حصہ دار اور بھی ہیں۔ وہ بھی اس نقصان میں برابر کے شریک ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی توجہ کی برکت سے صدر انجمن احمدیہ اس حد تک اپنی ذمہ واری سے سبکدوش ہے کہ اس نے کوشش کر کے حصہ داران سٹار ہوزری کے نقصان کی تلافی کرنے کی غرض سے ایک اچھی ہوزری فیکٹری الاٹ کرائی ہے۔ اس کے بعد بھی اگر حصہ داران کے اپنے تساہل یا عدم دلچسپی کی وجہ سے یہ ہوزری نہ چل سکے۔ تو پھر اس کی ذمہ واری انہی پر ہے نہ کسی اور پر۔ انگریزی میں مثل ہے۔ To cry over spilt milk۔ عقلمندوں کا کام نہیں۔ کہ گرے ہوئے دودھ پر رونا شروع کر دیں۔ بلکہ عقلمندی اس میں ہے۔ کہ بگڑے ہوئے کام کو سنوارنے کی کوشش کی جائے۔ ایک دوسرے کو مطعون گرداننا تو آسان ہے۔ مگر کام کرنا مشکل ہے۔ اب آپ یہاں اسی لئے جمع ہوئے ہیں کہ بگڑے ہوئے کام کو سنوارنے کی راہ اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ممبران نے تبادلہ خیالات کرنے کے بعد مندرجہ ذیل ضروری فیصلہ جات کئے:۔

(۱) بالاتفاق فیصلہ ہوا۔ کہ سٹار ہوزری کے کام کو دوبارہ چلایا جائے۔ (۲) بتجویز شیخ نیاز محمد صاحب کہ ڈائرکٹر کی شرط جو سابقاً مقرر کی گئی ہے۔ یعنی یہ کہ کم از کم سو حصے کا مالک ڈائرکٹر ہو سکتا ہے۔ اسے کم کر کے پچاس کر دیا جائے

باقی دیکھو صفحہ ۸ پر

روزنامہ ——— الفضل ——— لاہور
مؤرخہ ۷ نومبر ۱۹۵۰ء

217

جب اور اب

مودودی صاحب نے خاص کر جب سے پنجاب کے آئندہ انتخابات میں حصہ لینے کا ارادہ کیا ہے آپ قیام پاکستان کے متعلق اپنے رویہ قبل تقسیم کے تعلق میں اپنی پاکدامنی ثابت کرنے کے لئے بہت کوشش فرما رہے ہیں اور اس نقش قبیح کو جو قبل از تقسیم آپ نے مسلمان قوم کے ساتھ بیوفائی کا عوام وخواص مسلمانوں کے دل و دماغ پر لکھ دیا ہوا ہے چاہتے ہیں کہ کسی طرح محو کر دیا جائے اور مسلمان اس طوطا چشمی کو بھول جائیں جو اس قومی نازک ترین مرحلہ پر جو برعظیم ہند کے مسلمانوں کو درپیش ہو گیا تھا۔ آپ نے مسلم لیگ کا بائیکاٹ کر کے دکھائی تھی۔ آپ اور آپ کے ترجمان اب متواتر ایسے شاندار بیانات۔ جدید مقالے اور درخشاں تحریریں شائع کر رہے ہیں۔ اور دھواں دھار تقریریں فرما رہے ہیں جن سے آپ اور آپ کے ترجمان اس حقیقت کے چہرہ پر شک و شبہ کا گرد و غبار پھیلا دینا چاہتے ہیں جس کو اب کوئی پاکستانی بھول نہیں سکتا۔

جہانتک ہم نے ان مقالوں اور بیانوں کا مطالعہ کیا ہے آپ اور آپ کے ترجمان دو باتوں کا سہارا لیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایک بات تو وہ یہ کہتے ہیں کہ مودودی صاحب نے دو قومی نظریہ پر بنیادی طور پر بہت کچھ لکھا تھا اور دوسری بات وہ یہ کہتے ہیں کہ صوبہ سرحد کے استصواب رائے کے موقعہ پر مودودی صاحب نے پاکستان کے حق میں ووٹ دینے کو ترجیح دی تھی۔

پہلی بات کے متعلق عرض ہے کہ دو قومی نظریہ کے متعلق تائیدی یا بنیادی مضامین لکھنا یا تصانیف کرنا کوئی مودودی صاحب کی خصوصیت نہیں ہے۔ یہ بات تو سرسید کے وقت سے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان ہوتی چلی آئی تھی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ درمیان میں بعض مسلمان لیڈروں نے وقتی اثرات کے ماتحت عملاً کانگرس سے تعاون کیا تھا اور گو اس وقت بھی ایک معتد بہ سمجھدار طبقہ اس وقتی رجحان کے خلاف تھا۔ جہانتک دو قومی نظریہ کا تعلق ہے یہ بات سرسید کے وقت سے ہی مسلمانوں کے دلوں میں جاگزیں تھی اور اسی وقت سے مسلمان اپنی علیحدہ ہستی منوانے پر تلے ہوئے تھے۔ اگرچہ حالات زمانہ کے مطابق اس خیال نے مختلف پیکر اختیار کئے ہوں۔ مگر تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ہندو میں انگریزوں کے تفوق کے شروع ہی سے علمائے اسلام اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے کہ مسلمان کسی مشترکہ ہندوستانی قومیت کا جزو بن کر نہیں رہ سکتے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ مسلمان بھی جو بظاہر ایک قومی نظریہ کے حامی ہو گئے تھے اس حقیقت کو کبھی نظر انداز نہ کر سکے کہ مسلمان مسلمان ہیں اور کسی مشترکہ قومیت کی کٹھال میں دوسروں کے ساتھ گداز ہو کر یکجان نہیں بن سکتے ایسی صورت میں مودودی صاحب کا دو قومی نظریہ کے مطابق بعض مبہم سی باتیں کہہ دینا آپ کو اس غلط رویہ کے جرم سے جو آپ نے مسلمان قوم کے نازک ترین وقت میں اس سے علیحدگی ظاہر کر کے اختیار کیا تھا کس طرح بری الذمہ ٹھہرا سکتا ہے؟

دوسری بات بھی کہ آپ نے صوبہ سرحد کے اس استصواب رائے کے موقعہ پر کہ اس کو پاکستان میں شامل ہونا چاہئیے یا نہیں مودودی صاحب نے پاکستان کے حق میں ووٹ دینے کو ترجیح دی تھی۔ اس نقصان کے مقابلہ میں جو آپ کی علیحدگی سے اور اس کے اعلان سے ہو سکتا تھا۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کی بے وفائی کے باوجود مسلم لیگ کو کامیابی ہوئی کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ اول تو مودودی صاحب نے کوئی اثباتی ترجیح نہیں دی تھی یعنی آپ نے اپنی جماعت کو یہ نہیں فرمایا تھا کہ ضرور پاکستان کے حق میں ووٹ ڈالا جائے بلکہ اپنی جماعت کو صرف یہ اختیار دیا تھا ہر ایک جس طرف چاہے ووٹ دے۔ اگرچہ ان کی اپنی رائے یہ ہے کہ پاکستان کے حق میں ووٹ دیا جائے جب آپ نے اپنی جماعت اور جماعت کے ہمدردوں کو یہ مبہم سا مشورہ دیا تھا اس وقت یہ ایک یقینی امر ہو چکا تھا کہ پاکستان بنے گا اور اب کوئی طاقت اس کے قیام کو نہیں روک سکتی۔ اس لئے آپ کا یہ فیصلہ دم واپسیں کا فیصلہ تھا جب توبہ کے دروازے بند ہو چکے ہیں اور آسمان پر فیصلہ ہو چکا تھا کہ آپکو اور آپ کی جماعت کو احراریوں کی طرح پاکستان کی آئندہ زندگی میں بطور نشان کے رکھا جائیگا۔ اور قومی اعمال نامہ میں یہ پتھر کے حروف میں لکھا جا چکا تھا کہ ملک و قوم کے تخریبی عناصر ہی کے ساتھ آپ کا حشر و نشر ہو گا۔

تاریخ پاکستان میں یہ ایک ابدی داغ بن کر رہ گیا ہے اور اس کو اب کوئی تلافی مافات بھی شاید نہیں دھو سکتی ہے خواہ آپ وقتی طور پر سادہ دل عوام کی آنکھوں میں کتنی ہی خاک جھونکنے کی کوشش کیوں نہ کریں

ذیل میں ہم آپ کی ایک حالیہ تحریر کا آخری حصہ جو آپ نے ماہنامہ "ترجمان" میں "اشارات" کے زیر عنوان شائع کی ہے درج کرتے ہیں:-

"۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ نے اپنا وہ مشہور ریزولیوشن پاس کر دیا جس میں پاکستان کو مسلمانوں کا قومی نصب العین قرار دیا گیا تھا اور ۱۹۴۱ء تک پہنچتے پہنچتے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ مسلمان بحیثیت ایک قوم کے اس کو اپنا مطمح نظر بنا چکے ہیں -

اب ہمارے سامنے دو نہایت اہم اور دردناک سوال غور طلب تھے۔ ایک یہ کہ اگر ملک تقسیم ہو تو ہندوستان کے بڑے حصے میں جو کروڑوں مسلمان رہ جائیں گے ان کے اندر اسلام کی شمع روشن رکھنے اور اس کے نور کو پھیلانے کی کیا صورت ہو گی؟ دوسرے یہ کہ اگر پاکستان انہی لیڈروں کی رہنمائی میں قائم ہو جو اس وقت اس تحریک میں پیش پیش ہیں تو اس کو ٹرکی کی طرح ایک لادینی ریاست بننے سے بچانے اور ایک حقیقی اسلامی ریاست بنانے کے لئے کیا تدبیر کی جا سکتی ہے؟ ہمارے نزدیک یہ دو سوالات اس قدر اہم تھے کہ اس برعظیم میں اسلام کے مستقبل کا انحصار انہی کے صحیح حل پر موقوف تھا۔ ہم نے ان پر مہینوں غور و فکر کیا اور آخرکار اس نتیجہ پر پہنچے کہ اب ان تمام لوگوں کو منظم کرنے کا وقت آگیا ہے جو پچھلے نو سال میں ہماری دعوت سے متاثر ہو چکے ہیں۔ چنانچہ اگست ۱۹۴۱ء میں ان کو جمع کیا گیا اور "جماعت اسلامی" کی بنا ڈال دی گئی۔ ... اس تنظیم سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ اسی وقت سے ایک ایسے منظم اور تربیت یافتہ گروہ کو تیار کرنا شروع کر دیا جائے جو اس برعظیم میں اسلام کے غلبہ کے لئے کام کرنے کے قابل ہو۔ اگر خدانخواستہ مسلمان تقسیم ملک کی جدوجہد میں ناکام ہو جائیں تو یہ گروہ اس ناکامی کے خوفناک نتائج کا مقابلہ کرنے کے لئے موجود رہے اور اگر ملک تقسیم ہو جائے تو ہندوستان اور پاکستان دونوں میں یہ گروہ اسلام کا علم بلند کرنے کے لئے تیار رہے۔ اس طرح ہماری یہ دعوت دوسرے مرحلے میں داخل ہوئی۔"

اس اقتباس سے آپ یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ گویا آپ تقسیم کے حق میں تھے اور آپ پاکستان کے موید تھے اور آپ مسلمانوں کی اس جدوجہد کو جو وہ پاکستان کی علیحدگی کے لئے کر رہے تھے مستحسن سمجھتے تھے۔ اب اس تحریر سے جیسا کہ اس کے لہجہ سے ہویدا ہے مسلمانوں کو جن کے ووٹ اب آپ کی نظر میں بڑی قیمتی شے ہیں یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ آپ پاکستان کے قطعاً مخالف نہیں تھے اور آپ نے مسلم لیگ کو جو اپنے قیمتی ووٹ دینے سے انکار کیا تھا وہ محض انہیں ٹھٹھا ہی کیا تھا اور مسلمانوں نے اس کو غلطی سے سنجیدہ سمجھ لیا ہے۔ مثلاً آپ نے جب فرمایا تھا کہ:-

"یہ ممکن نہیں کہ آزاد پاکستان کے نظام کو اسلامی دستور میں تبدیل کیا جائے کیونکہ **جنت الحمقا** میں رہنے والے لوگ اپنے خوابوں میں خواہ کتنے ہی سبز باغ دیکھ رہے ہوں۔ لیکن آزاد پاکستان (اگر فی الواقعہ وہ بنا بھی) لازماً جمہوری لادینی اسٹیٹ کے نظریہ پر بنے گا۔"

(ترجمان القرآن فروری ۱۹۴۶ء صفحہ ۱۵۳)

"چونکہ منزل حق یہی ہے اس لئے ہم اس کی طرف دوڑتے ہوئے مر جانا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں بہ نسبت اس کے کہ جانتے بوجھتے غلط مگر آسان راہوں میں اپنی قوت صرف کریں یا نادانی کے ساتھ جنت الحمقا کے حصول میں اپنی قوت ضائع کریں۔" (ایضاً صفحہ ۱۵۷)

ایک اصولی تحریک کے کارکنوں کو یہ خبر دینا کہ تمہارے لئے ایک قوم پرستانہ تحریک (تحریک پاکستان ناقل) نے بڑے اچھے مواقع پیدا کر دیئے ہیں۔ کسی بصیرت اور معاملہ فہمی کا ثبوت نہیں ہے۔ اس کی مثال تو ایسی ہی ہے جیسے کسی عازم کلکتہ کو یہ خبر دی جائے کہ کراچی میل تیار ہے۔" (ایضاً صفحہ ۱۵۸)

محض ہنسی ٹھٹھا میں فرما دیا تھا یہ تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ ہم بھی تو دراصل عازم کراچی ہی تھے۔ اپنا عازم کلکتہ ہونا تو اس وقت محض یار لوگوں کو ہنسنے ہنسانے کے لئے ظاہر کیا گیا تھا۔ ورنہ ہم کراچی میل میں بیٹھتے ہی کیوں؟ اگر ہم پاکستان کو سچ مچ جنت الحمقا سمجھتے تو کیا ہم احمق ہیں کہ اس میں آ رہے ہیں؟

سوال صرف یہ ہے کہ اگر ۱۹۴۱ء میں مودودی صاحب اور آپ کی جماعت کے سامنے وہ دو سوال پیش ہو چکے تھے جن کا ذکر آپ نے اپنی حالیہ تحریر میں کیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ آپ نے قوم کے فیصلہ کو عملی صورت میں تسلیم نہ کیا۔ اگر آپ نے دونوں صورتوں کے لئے اپنی جماعت کی تربیت اسی وقت شروع کر دی تھی تو کیا وجہ ہے کہ آپ نے تقسیم کی حمایت نہ کی۔ حالانکہ آپ کو یقین ہو چکا تھا کہ تمام مسلمان تقسیم کی پرزور حمایت کر رہے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ آپ پاکستان کو ۱۹۴۶ء تک بلکہ تقسیم کے آخری لمحہ تک جنت الحمقا ہی قرار دیتے رہے۔ اور اس طرح متحدہ ہندوستان کی مدد کرتے رہے۔ حالانکہ اب آپ متحدہ ہندوستان میں تو کچھ بھی نہیں کر رہے۔ مگر جنت الحمقا میں در آ کر اور تخریبی عناصر سے مل کر اسے جنت العصی بنانے میں مصروف ہیں۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یا تو آپ کی پہلی رائے سراسر نادانی کی رائے تھی اور یا پھر

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام
شانِ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم

انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے نمونہ دکھلانے والے صرف آنحضرتؐ ہیں

"مجھے جتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(اربعین ۱ صـ ۳)

"اب کہاں ہیں وہ پادری صاحبان جو کہتے تھے کہ نعوذ باللہ حضرت سیدنا و سید الوریٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی یا اور کوئی امر خوارق عادت ظہور میں نہیں آیا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین پر ایک ہی انسان کامل گذرا ہے جس کی پیشگوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایک ایسا امر ہے جو اب تک امت کے سچے پیرووں کے ذریعہ سے دریا کی موجوں مار رہا ہے بجز اسلام وہ مذہب کہاں اور کدھر ہے جو یہ خصلت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ لوگ کہاں اور کس ملک میں رہتے ہیں جو اسلامی برکات اور نشانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔"

(رر صـ ۱۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مہدویت

"یاد رہے کہ اگرچہ ہر ایک نبی میں مہدی ہونے کی صفت پائی جاتی ہے۔ کیونکہ سب نبی تلامیذ الرحمٰن ہیں اور نیز اگرچہ ہر ایک نبی میں مؤید بروح القدس ہونے کی صفت بھی پائی جاتی ہے کیونکہ تمام نبی روح القدس سے تائید یافتہ ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ دو نام دو نبیوں سے کچھ خصوصیت رکھتے ہیں یعنی مہدی کا نام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے اور مسیح یعنی مؤید روح القدس کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ خصوصیت رکھتا ہے۔ گو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نام کے رو سے بھی فائق ہیں کیونکہ ان کو شدید القویٰ کا دائمی انعام دیا گیا ہے۔ لیکن روح القدس کے مرتبہ میں جو شدید القویٰ سے کم مرتبہ ہے حضرت مسیح کو یہ خصوصیت دی گئی ہے جیسا کہ یہ دونوں خصوصیتیں قرآن شریف سے ظاہر ہیں۔ آنحضرت کا نام امی مہدی رکھا اور عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی فرمایا۔ اور حضرت مسیح کو روح القدس سے تائید یافتہ قرار دیا جیسا کہ کسی شاعر نے بھی کہا ہے ؎

فیضِ روح القدس ار باز مدد فرماید
ہمہ آں کار کنند آنچہ مسیحا مے کرد"

(اربعین نمبر ۲ حاشیہ صـ ۱۱ و ۱۲)

آنحضرتؐ کا جلالی نام محمدؐ اور جمالی نام احمدؐ

"تم سن چکے ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں (۱) محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور یہ نام توریت میں لکھا گیا ہے جو ایک آتشی شریعت ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ ..... ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ (۲) دوسرا نام احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام انجیل میں ہے جو ایک جمالی رنگ میں تعلیم الٰہی ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جلال اور جمال دونوں کے جامع تھے۔ مکہ کی زندگی جمالی رنگ میں تھی اور مدینہ کی زندگی جلالی رنگ میں اور پھر یہ دونو صفتیں امت کیلئے اس طرح تقسیم کی گئیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جلالی رنگ کی زندگی عطا ہوئی اور جمالی رنگ کی زندگی کیلئے مسیح موعودؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ٹھہرایا۔"

(اربعین نمبر ۴ صـ ۱۳)

روحانی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے اعلیٰ زندگی

"جبکہ عقل اور انجیل اور قرآن شریف سے حضرت مسیح کا آسمان پر مع جسم جانا ثابت نہیں۔ بلکہ اس عقیدہ پر عقلی اور نقلی طور پر سخت اعتراضات کی بارش ہوتی ہے تو اس خیال کو پیش کرنا میرے نزدیک تو قابل شرم امر ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہم لوگ اس طرح پر اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر نہیں لے جاتے اور نہ روحانی قربوں کیلئے اس کی کچھ ضرورت ہے مگر روحانی زندگی کے لحاظ سے ہم تمام نبیوں میں سے اعلیٰ درجے پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ سمجھتے ہیں۔ اور قرآن شریف آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ میں اس زندگی کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔ کیونکہ اس کا یہی مطلب ہے کہ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے .... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باطنی فیض پایا۔ ایسا ہی آخری زمانے میں ہوگا ...... اور ایک بڑی دلیل اس بات پر کہ صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانی طور پر اعلیٰ زندگی رکھتے ہیں دوسرا کوئی نہیں رکھتا۔ آپ کی تاثیرات اور برکات کا زندہ سلسلہ ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سچے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی کر کے خدا تعالیٰ کے مکالمات سے شرف پاتے ہیں اور فوق العادت خوارق ان سے صادر ہوتے ہیں۔ اور فرشتے ان سے باتیں کرتے ہیں دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں۔"

(اشتہار ۲۵ر مئی ۱۹۰۰ء صـ ۴)

خاتم الانبیاء کی مماثلت خاتم المخلوقات سے

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں جیسا کہ آدم علیہ السلام خاتم المخلوقات ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے چاہا کہ جیسا کہ اس نے حضور نبوی کی اشاعت حضرت آدم سے مکمل کرنے کیلئے تکمیل ہدایت قرآنی کا چھٹا دن مقرر کیا یعنے روز جمعہ اور اسی دن یہ آیت نازل ہوئی کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ۔ ایسا ہی تکمیل اشاعت ہدایت کیلئے الف سادس یعنی چھٹا ہزار مقرر فرمایا جو حسب تصریح آیات قرآنی بمنزلہ روز ششم ہے۔

اب میں دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ تکمیل ہدایت کے دن میں تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں موجود تھے اور وہ روز یعنے جمعہ کا دن جو دنوں میں سے چھٹا دن تھا مسلمانوں کیلئے بڑی خوشی کا دن تھا۔ جب آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ نازل ہوئی اور قرآن جو تمام آسمانی کتابوں کا آدم اور جمیع معارف صحف سابقہ کا جامع تھا۔ اور مظہر جمیع صفات الٰہیہ تھا۔ اس نے آدم کی طرح چھٹے دن یعنی جمعہ کے دن اپنے وجود کو اتم اور اکمل طور پر ظاہر فرمایا۔"

"اور ضرور تھا کہ جیسا تکمیل ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ہوئی۔ ایسا ہی تکمیل اشاعت ہدایت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہو۔ کیونکہ یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبی کام تھے۔ لیکن سنت اللہ کے لحاظ سے اس قدر خلود آپ کیلئے غیر ممکن تھا کہ آپ اس آخری زمانہ کو پاتے اور نیز ایسا خلود شرک کے پھیلنے کا ایک ذریعہ تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خدمت منصبی کو ایسے اُمتی کے ہاتھ سے پورا کیا کہ جو اپنی خو اور روحانیت کی رو سے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کا ایک ٹکڑا تھا یا یوں کہو کہ وہی تھا اور آسمان پر ظلی طور پر آپ کے نام کا شریک تھا۔"

(ایضاً صـ ۹۹)

مثیل موسیٰؑ آنحضرتؐ ہیں نہ کہ حضرت عیسیٰؑ

"قرآن آواز بلند سے فرماتا ہے کہ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاہِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا یعنی ہم نے اس رسول کو اے عرب کے خونخوار ظالمو! اسی رسول کی مانند بھیجا ہے جو تم سے - ظاہر ہے۔ اگر یہ پیشگوئی جو مدے قرآن شریف میں لکھی گئی ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ اس دعویٰ دروغ کے ساتھ جو اپنے تئیں ...... کا مثیل ٹھہرایا کبھی اپنے مخالفوں پر فتح یاب .. ہو سکتے۔ مگر تاریخ گواہی دے رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ فتح عظیم اپنے مخالفوں پر حاصل ہوئی کہ بجز نبی صادق دوسروں کے لئے ہرگز میسر نہیں آ سکتی۔ پس مماثلت اس کا نام ہے جس کی تائید میں دونوں طرف سے تاریخی واقعات اس زور شور سے گواہی دے رہے ہیں کہ وہ دونوں واقعات بدیہی طور پر نظر آتے ہیں اور موسیٰؑ کے یہ تین کام کہ گروہ مخالف کو جو مصر میں تھا ہلاک کرنا اور پھر اپنے گروہ کو حکومت اور دولت بخشنا اور ان کو شریعت عطا کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انہی تین کاموں کے ساتھ ایسے مشابہ ہو گئے ہیں کہ گویا وہ دونوں کام ایک ہی ہیں۔ یہ ایک ایسی مماثلت ہے جس سے ایمان قوی ہوتا ہے اور یقین کرنا پڑتا ہے کہ یہ دونوں کتابیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اس پیشگوئی سے خدا کے وجود کا پتہ لگتا ہے کہ وہ کیسا قادر اور زبردست خدا ہے کہ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔"

(ایضاً صـ ۱۲۳-۱۲۴)

مس شیطان سے سب سے بڑھ کر پاک آنحضرتؐ تھے

"روح القدس کا تعلق تمام نبیوں اور پاک لوگوں سے ہوتا ہے۔ پھر مسیح کی اس سے کیا خصوصیت ہے؟ اس کا جواب یہی ہے کہ کوئی خصوصیت نہیں بلکہ اعظم اور اکبر حصہ روح القدس کی فطرت کا حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ لیکن یہود شریر الطبع نے حضرت مسیح پر یہ بہتان لگایا تھا کہ ان کی ولادت روح القدس کی شراکت سے نہیں بلکہ شیطان کی شراکت سے ہے یعنی ناجائز طور پر۔ اس لئے خدا نے اس بہتان کے ذب اور دفع کیلئے اس بات پر زور دیا کہ مسیح کی پیدائش روح القدس کی شراکت سے ہے اور وہ مس شیطان سے پاک ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا لعنتیوں کا کام ہے کہ دوسرے نبی مس شیطان سے پاک نہیں ہیں۔ بلکہ یہ کلام محض یہودیوں کے خیال باطل کے دفع کیلئے ہے کہ مسیح کی ولادت مس شیطان سے ہے یعنی حرام کے طور پر۔ پھر چونکہ یہ بحث مسیح میں شروع ہوئی اس لئے روح القدس کی پیدائش میں ضرب المثل مسیح ہو گیا ورنہ اس کو پاک پیدائش میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ذرہ ترجیح نہیں۔ بلکہ دنیا میں معصوم کامل صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوا ہے۔"

(ایضاً صـ ۱۳۳ حاشیہ)

(از محامد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم)

218

احرار اور ان کے بنیادی اوصاف

"احرار نے ملک کی اتنی خدمت نہیں کی۔ جتنا ملک کو نقصان پہنچایا ہے۔ احرار کا ذہن تخریبی ہے یعنی وہ ہمیشہ نفی کی بنیادوں پر اپنی تحریک کی اساس اٹھاتے ہیں اور جب تک کسی تحریک، کسی فرد، کسی ادارے پر تابڑ توڑ حملہ نہ کر لیں۔ ان کی خطابت اپنے معراج کو نہیں پہنچ سکتی۔ اور ان کی سیاست اپنے برگ و بار نہیں دے سکتی۔"

احرار ــــ خود اپنی نظر میں

یہ الفاظ کسی احمدی کے نہیں اور نہ ہی کسی اور مسلم لیگی کے ہیں کہ احراری حضرات لال پیلے ہو کر کوسنے پیٹنے کی زحمت گوارا کریں۔ یہ "خود ان کے پیر و مرشد کا فرمان ہے جو ان کی رگ رگ سے واقف اور تمام رازہائے درونِ پردہ سے بخوبی آگاہ ہے۔ ہماری مراد قائد احرار مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی سے ہے۔ یہ الفاظ انہوں نے کب کہے۔ کس موقع پر یہ ارشاد ہوا۔ ایسے الفاظ کہنے کی ضرورت کیا پیش آئی؟ سو جناب شورش کاشمیری کے انکشاف کے مطابق (دیکھو چٹان مورخہ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۵۳ء) یہ الفاظ کسی ایک واقعہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں۔ بلکہ کچھ اس طرح نوکِ زبان تھے کہ گویا انہیں جہاں تک مولانا کی ذات کا تعلق ہے۔ تکیۂ کلام کا درجہ حاصل تھا۔ وہ اپنے حلقۂ احباب میں ان الفاظ کو علی الاعلان کہہ دینے میں قطعاً کوئی باک محسوس نہیں کرتے تھے۔ ان الفاظ کی صحت کے متعلق تحقیق کی گنجائش نہیں اسلئے کہ اگر خود احرار کے متعلق مولانا کا ارشاد بھی مشکوک ہو سکتا ہے تو پھر قائدین احرار کی دیانت و صیانت معلوم شد! ویسے بھی احرار کا ماضی ہر ایک کے سامنے ہے۔ جس سے ان الفاظ کے ایک ایک حرف کی پوری پوری تائید ہوتی ہے وہ اس قدر مخدوش ہے کہ اس کی بھیانک یاد کو تازہ کرتے ہوئے بھی خوف آتا ہے۔ انہوں نے ہمیشہ ہی ذاتی مفاد کو قومی مفاد پر ترجیح دی اور بسا اوقات ذاتی عناد کی خاطر تمام قوم کو غلط راستے پر ڈالے رکھا چنانچہ قیام پاکستان سے قبل مولوی حبیب الرحمٰن نے ان خیالات کا کئی بار اظہار کیا اور جنہیں جناب شورش نے اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے:۔

"احرار کے وجود کا آغاز ــــ مولانا محمد علی اور ان کے ہم نشینوں کی سیاسی برتری کا ذاتی ردعمل تھا۔ احرار کی کانگریس سے علیحدگی کے پس منظر میں یہ غیر شعوری احساس موجود تھا کہ ان کی مخلصانہ کارگزاری طاقِ نسیان کی زینت ہو رہی ہے۔ متعلقہ تحریک کا وجود انفرادی تکرار کا نتیجہ تھا۔ اور احرار نے اپنی نئی زندگی کی جھلک دکھانے کو اس میں حصہ لیا تھا۔ تحریک کشمیر میں تو بنت احرار کی بنیاد رکھی گئی۔ مگر اس میں کودنے کی ایک مختلف صورت یہ تھی کہ کشمیر کمیٹی کی صدارت پر مرزا بشیر الدین محمود متمکن تھے ــ جب یہ قصے ختم ہو گئے تو خطیبوں کو کچھ اور موضوع درکار تھے ــــ قادیانیت کو اکھاڑا بنا کر اس سے نوازش کی مین میخ نکالنا شروع کیا۔ معرکہ کا دن پڑا۔ وہ بکے پڑے تو مدح صحابہ کا کھڑاگ کھڑا کیا۔ جو تبرے کا جواب تھا یہ ختم ہوا تو سر سکندر حیات کی آؤ بھگت کی بھر لیگ ہاتھ آ گئی۔ الغرض جس معاملے کو بھی لیا اس میں ذاتیات اسی فیصد اور مقصدیت برائے نام رہی ہے"۔ (چٹان ۳۰ر اکتوبر ۱۹۵۳ء صفحہ ۱۹)

غور طلب بات

اندریں صورت غور طلب بات یہ نہیں ہے کہ یہ الفاظ کہ "احرار نے ملک کی اتنی خدمت نہیں کی۔ جتنا کہ ملک کو نقصان پہنچایا ہے۔ ان کا ذہن تخریبی ہے وہ ہمیشہ نفی کی بنیادوں پر اپنی تحریک کی اساس اٹھاتے ہیں" کس حد تک صحیح ہیں۔ بلکہ سوچنے والی بات یہ ہے کہ ایسے مخدوش قسم کے لوگوں کو پاکستان میں کھلے بندوں تخریبی کارروائیاں جاری رکھنے کی کیوں اجازت دی جائے اگر ان کی نیت خراب نہ بھی ہو تو بھی ان سے ہوشیار رہنا نہایت ضروری ہے کیونکہ بچھو کسی عداوت کی بنا پر ڈنک نہیں مارتا بلکہ وہ عادتاً ایسا کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اس لئے ہم اس نظریہ کے ماتحت کہ اس قبیل کے لوگوں سے پاکستان کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ان الفاظ پر غور کرتے ہیں۔

ان الفاظ میں احرار کی تین "خوبیاں" بیان کی گئی ہیں:۔

(۱) ان کے وجود سے آج تک ملت کو فائدہ کم اور نقصان زیادہ پہنچا ہے

(۲) ان کا ذہن تخریبی ہے

(۳) یہ لوگ ہر تحریک کی بنیاد نفی پر رکھتے ہیں ان تینوں "خوبیوں" میں بنیادی خوبی ذہن کا تخریبی ہونا ہے یہ علت ہے اور باقی دونوں خوبیاں معلول۔ چونکہ ان کا ذہن تخریبی ہے۔ اسلئے وہ ہر تحریک کی بنیاد نفی پر رکھنے کے عادی ہیں۔ ظاہر ہے دنیا میں کسی چیز کی نفی کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی۔ تا وقتیکہ اسکے ساتھ کوئی مثبت پہلو نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ احرار کے وجود سے ملت کو ہمیشہ ہی نقصان پہنچا۔ ازداہ امتثال ان کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے لا الٰہ کا درس دیکر الا اللہ تک پہنچنے سے پہلے پہلے خدا کی مخلوق کو دہریہ بنا چھوڑا ہے

قیام پاکستان کے بعد

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ ماضی کو زیر بحث لانے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ وہ تو اظہر من الشمس ہے ہی۔ البتہ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ کیا ان کی خواہشات کے علی الرغم پاکستان کے عالم وجود میں آنے کے بعد ان کے اندر وہ ذہنی تبدیلی پیدا ہو چکی ہے۔ جس کا قیام پاکستان کے بعد پیدا ہونا ضروری تھا تاکہ پاکستان ان کے اذہان کی تخریبی ساخت سے محفوظ رہ سکے۔ ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ اس قسم کی تبدیلی ہرگز ہرگز پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ ابھی تک اسی پرانی ڈگر پہ چل کر پاکستان کی بنیادوں کو جڑ سے ہلا دینے کی فکر میں ہیں!

پاکستان بن جانے کے بعد جب تک قائد اعظم زندہ رہے یہ لوگ بھیگی بلی کی طرح دبکے پڑے رہے قائد اعظم کی وفات کے معاً بعد انہوں نے سر اٹھانا شروع کیا۔ ان کے سامنے دو راستے تھے کہ یا تو وہ جماعت اسلامی اور اسی قسم کی دوسری مخالف جماعتوں کے ساتھ مل کر علی الاعلان پاکستان کی تخریب میں مشغول ہو جاتے یا پھر مسلم لیگ میں گھس کر اندر ہی اندر ایسی ریشہ دوانیاں پھیلاتے کہ جس سے وہ مقصد ہی فوت ہو جاتا کہ جس مقصد کے لئے مسلم لیگ اور پاکستان کا وجود عمل میں آیا تھا۔ اول الذکر راستہ دقت طلب تھا اور موخرالذکر نسبتاً آسان (اور ان کی فطرت کے عین مطابق) چنانچہ انہوں نے منافقانہ روش اختیار کی یعنی بظاہر مسلم لیگ میں شامل ہو کر سیاست سے بے تعلقی کا اعلان کر دیا اور اسلام اسلام کی رٹ لگا کر ڈھونگ یہ رچایا کہ وہ خالص تبلیغی جماعت ہیں۔ لیکن در پردہ کرتوت وہی جاری رہے کہ جن کی بنا پر قیام پاکستان سے قبل غداری میں انہیں "شہرت عام اور بقائے دوام" حاصل ہو چکی تھی

موجودہ طرز عمل کا تجزیہ

چنانچہ اگر احرار کے ماضی کی روشنی میں ان کے موجودہ طرز عمل کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ احمدیت کی مخالفت کلو فارم کا درجہ رکھتی ہے۔ جس کی آڑ میں وہ ملت کو چیر پھاڑ کر اس کا قصہ ہی پاک کر دینا چاہتے ہیں۔ اسی طرح سیاست سے بے تعلقی کا اعلان محض ایک دھوکہ ہے۔ ورنہ ان کی ہر ایک حرکت کی تان سیاست پر ہی آ کر ٹوٹتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے "خالص تبلیغی جماعت" ہونے کے باوجود ملک میں انتشار پھیلا کر اندرونی امن کو برباد کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ مسلم لیگ کی متحدہ قوت کو ضعف پہنچانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا موجودہ صاحبان اقتدار کو غدار اور قوم و ملک کا دشمن ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان کی اقلیتوں کو خوفزدہ کرنے اور ان میں بداعتمادی پھیلانے میں وہ وہ کارہائے نمایاں سر انجام دیئے۔ کہ جو بجز ان "خیر خواہان ملت" کے اور کوئی سر انجام دے ہی نہ سکتا تھا۔

قائداعظم کو بدنام کرنیکی مذموم کوشش

قائداعظم کی آنکھ بند ہوتے ہی پہلا شوشہ انہوں نے یہ چھوڑا کہ باؤنڈری کمیشن کے روبرو چوہدری ظفر اللہ خاں نے احمدیوں کی وکالت کی اور احمدیوں کو عام مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کر کے گورداسپور کے ضلع کو ہندوستان میں شامل کرا دیا۔ یہ اتنا بڑا افترا تھا کہ اسکی مثال احراریوں کے سوا کہیں اور ملنی مشکل ہے "تبلیغی" کانفرنسوں میں یہ افسانہ سنا سنا کر عوام کو خوب گرمایا گیا۔ ادھر "آزاد" نے بھی اخلاقی قیود سے آزاد ہو کر اس چیز کو خوب اچھالا۔ بظاہر تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ احمدیت کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ لیکن احرار کا مقصد یہ تھا کہ قائداعظم اور موجودہ حکومت کے ذمے دار حضرات کو غدار ثابت کیا جائے۔ کیونکہ اگر اس واقعہ کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ظفر اللہ خاں نے اتنی بڑی غداری ڈنکے کی چوٹ کی اور قائداعظم نے نہ صرف اسے نظرانداز کیا بلکہ ظفر اللہ خاں کو وزارتِ خارجہ کا قلمدان سونپ کر انہیں مزید "غداری" کا خود موقع بہم پہنچایا۔ تو گویا بقول احرار ظفر اللہ خاں نے جو غداری کی اس غداری میں قائداعظم اور دوسرے صاحبان اقتدار شامل تھے۔ اگر کوئی اس سے پاک تھا تو وہ ملت کے "غمخوار" احرار ہی تھے۔ حکومت تخریبی اذہان کے اس افتراء عظیم سے اچھی طرح باخبر تھی۔ اس نے پھر بھی پوری چھان بین سے کام لیا اور ایک عرصہ بعد اس کی قلعی کھول کر رکھدی۔ چنانچہ حکومت نے ایک پریس نوٹ کے ذریعہ ان تمام الزامات کی پرزور تردید کی۔ اور اس میں واضح کر دیا کہ حکومت کی نگاہ میں اول دن سے ہی ان الزامات کی افتراء سے زیادہ کوئی حیثیت نہ تھی۔ لیکن پھر بھی احتیاط کے طور اس نے تحقیق ضروری سمجھی۔ چنانچہ تحقیق مکمل ہو جانے کے بعد حکومت ان بے بنیاد الزامات کی پرزور تردید کرتی ہے۔

(باقی صفحہ ۷ پر)

وفات:۔ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر محمد جان مرحوم لدھیانوی ہمشیرہ سید مختار احمد صاحب ہاشمی ہیڈ کلرک بیت المال ربوہ منگل کے روز ۱۳ر اکتوبر کو فوت ہو گئیں۔ جنازہ دفن باغ میں مکرمی شیخ بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے پڑھایا اور مرحومہ کو قبرستان میانی صاحب میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

باسی کڑھی کا اُبال

اس افترا کو بڑی بڑی "تبلیغی" کانفرنسوں میں اچھال اچھال کر صاحبان اقتدار کو غدار ثابت کرنے والوں کی سادگی و پرکاری ملاحظہ ہو کہ حکومت کی جانب سے اس کی تردید ہو چکنے سے کہہ دیا کہ بعض کانفرنسوں میں "مبلغین اسلام" نے محض جوش خطابت میں ایسی بات کہہ دی ورنہ ہم خود اسے غلط ہی سمجھتے تھے۔ ڈکٹیٹر احرار چوہدری افضل حق کی بیان کردہ وہی مثل صادق آتی ہے۔ کہ اس افترا کو اچھالنے میں احرار باسی کڑھی کے اُبال کی طرح اُٹھے۔ اور پھر پول کھل جانے پر اس سے بے تعلقی کا اظہار کرنے میں پیشاب کے جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔

قومی اتحاد پر حملہ

ان محبوب قومی لیڈروں کو غدار ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ جنہوں نے پاکستان حاصل کیا۔ ملت کے ان "غمخواروں" نے اُس قومی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کا بھی منصوبہ بنایا۔ کہ جس کی بدولت پاکستان کا حصول ممکن ہؤا تھا۔ اور بقائے پاکستان کے لئے جس کا برقرار رہنا ضروری تھا۔ قائد اعظم کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا۔ کہ آپ نے مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے مسلمانوں کو نہ صرف ایک سیاسی پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ بلکہ انہیں ایک ایسی سیاسی وحدت میں ڈھال کر رکھ دیا۔ کہ وہ اختلاف عقائد کے باوجود دنیا کو بنیان مرصوص نظر آنے لگے۔ اس کٹھن منزل کو جسے بڑے بڑے سیاسی دماغ سر نہ کر سکے۔ قائد اعظم نے تھوڑے ہی عرصہ میں سر کر لیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے اختلاف عقائد کے یکسر استیصال کی بجائے ان بنیادی عقائد کو اتحاد کی اساس بنایا۔ کہ جو تمام فرقوں میں مشترک تھے۔ آپ کا مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی کے لئے میدان میں اُترنا کسی دوسرے کی سیاسی برتری کا ذاتی ردِ عمل نہ تھا۔ آپ نے **انفرادی** تکرار اور **ذاتی جھگڑوں** سے بالا ہو کر مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی کا بیڑہ اُٹھایا۔ اور کسی ایک مقام پر بھی **مقصدیت** کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے نہ کبھی **تبرے کے جواب میں مدح صحابہ کا کھڑاک** کھڑا کیا۔ نہ کسی کو **للکارا** اور نہ کسی میں خواہ مخواہ **مین میخ نکالی**۔ آپ کے سامنے ایک ہی مقصد تھا۔ اور وہ یہ کہ عقائد کے اختلافات سے بالا ہو کر ایک مستحکم سیاسی اتحاد کی بنیاد ڈالی جائے۔ چنانچہ آپ کا خلوص کام آیا۔ اور خدا نے آپ کو اس میں خاطر خواہ کامیابی عطا فرمائی۔ جس کسی نے اپنے آپ کو مسلمان کہا۔ قائد اعظم نے اُسے لیگ میں شمولیت کی دعوت دی۔ آپ نے مسلم لیگ کے دروازے بلا استثنا تمام مسلمانوں کے لئے کھلے رکھے۔ آپ جانتے تھے۔ کہ اگر کسی ایک کو بھی اس سیاسی اتحاد میں شامل ہونے سے روکا۔ تو پھر یہ بیل منڈھے نہ چڑھ سکے گی۔ اور مسلمان جو صدیوں سے بے شمار فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ اختلاف عقائد کی گتھیوں میں الجھ کر سیاسی اعتبار سے بھی منظم نہ رہ سکیں گے۔ بس ایک اصول پر کہ مسلم لیگ کے دروازے ہر اس شخص کے لئے کھلے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ قائد اعظم تا دمِ وصال سختی سے قائم رہے اور جس نے بھی اس میں مزاحم ہونا چاہا اُسے ناراض کرنا گوارا کر لیا۔ لیکن اس اصول سے انحراف کسی صورت میں بھی گوارا نہ کیا۔ چنانچہ مولوی عبد الحامد بدایونی نے جو آج کل پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت زیر حراست ہیں۔ جب قیام پاکستان سے قبل احمدیوں کی لیگ میں شمولیت کے خلاف ریزولیوشن پیش کرنا چاہا تو قائد اعظم نے لیگ کونسل کے بھرے اجلاس میں انہیں وہ ڈانٹ پلائی۔ جو کبھی نہیں بھلائی جا سکتی۔

تبلیغ اسلام کی آڑ میں تخریب

احرار نے جب یہ دیکھا کہ ان کی شدید مخالفت کے باوجود پاکستان عالم وجود میں آگیا۔ تو ان کی تخریبی صلاحیتوں میں ایک سال کے کامل سکون کے بعد پھر ہیجان برپا ہؤا۔ اور اُنہوں نے ایک نئی تحریک کا آغاز کیا جس کی اساس بھی اُن کی فطرت کے عین مطابق نفی پر تھی۔ نفی کس چیز کی؟ نفی اُس قومی اتحاد کی۔ کہ جس کی بدولت پاکستان بنا۔ اور جس کے ساتھ ہی آج اس کی بقا اور اس کا استحکام وابستہ ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے "تبلیغ اسلام" کا نعرہ لگا کر اس کی گونج میں ہی یہ مطالبہ بھی داغ دیا کہ لیگ کے دروازے احمدیوں کے لئے .... بند کر دیئے جائیں۔ اور انہیں ایک علیحدہ اقلیت گردان کر ان کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا جائے۔ جو ان کے (احرار کے) اپنے خیال کے مطابق اسلام کی آڑ میں اقلیتوں سے کرنا چاہیئے۔ جہاں حکومت اس بات کی کوشش کر رہی تھی کہ اقلیتیں شکوک و شبہات مٹا کر اکثریت کے اس درجہ قریب آجائیں۔ کہ وہ اکثریت کو غیر نہ سمجھیں وہاں احرار نے بالکل اس کے برعکس یہ مہم چلا دی کہ نہ صرف موجودہ اقلیتیں اپنی اپنی جگہ اکثریت سے خائف رہیں۔ بلکہ خود اکثریت کو پھاڑ کر اس کو علیحدہ علیحدہ اقلیتوں میں بدل دیا جائے۔ اور اس طرح وہ قومی اتحاد ہی ختم ہو جائے کہ جو پاکستان کی صورت میں کامیابی سے ہمکنار ہو کر خود ان کی اپنی اُمیدوں پر پانی پھیرنے کا موجب ہؤا تھا۔ ملک کے سمجھدار طبقے نے جو ان کی تخریبی صلاحیتوں سے خوب آگاہ ہے۔ ان کی اس چیخ و پکار پر کان نہ دھرا۔ ورنہ ملک کے اندر جوتیوں میں دال بٹنی شروع ہو جاتی۔ کیونکہ احرار کی اس تحریک کے نتیجے میں طبعاً شیعہ۔ سُنی اختلافات نے بھی اہمیت پکڑنی شروع کر دی تھی۔ چنانچہ احرار کی اس تحریک کے خلاف اخبارات نے بڑے زور دار مقالے لکھے جن میں قائد اعظم کے قائم کردہ سیاسی اتحاد کی اہمیت واضح کرتے ہوئے ملک کو اس خطرۂ عظیم سے باخبر کیا۔ چنانچہ ایک معزز معاصر کے یہ مقالے "تسبیح کے دانے ہو بکھرنا ہے تو بکھر جاؤ" "اتنی بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک" ہمیشہ یاد رہیں گے

اقلیتوں کو برگشتہ کرنے کی ایک اور چال

جب یہ چال بھی کارگر ثابت نہ ہو سکی۔ تو احرار کے تخریبی ذہن نے ایک نئی تخریب کی طرف ان کی رہنمائی کی۔ انہوں نے عین اس حال میں کہ جب لیاقت نہرو معاہدہ طے پا رہا تھا۔ پاکستان کی اقلیتوں کے خرمن اعتماد کو نذرِ آتش کرنے کے لئے تبلیغ اسلام کی آڑ لیتے ہوئے قتل مرتد کے غلط اور بے بنیاد عقیدہ کو ہوا دینی شروع کر دی۔ اور علی الاعلان اس بات کا مطالبہ کرنے لگے کہ چونکہ احراریوں کے خیال کے مطابق احمدی مرتد ہیں۔ اس لئے انہیں قتل کر دیا جائے۔ نیز اس ضمن میں رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لئے مولوی شبیر احمد عثمانی کی بیس سال پرانی ایک تحریر کو دوبارہ چھاپ کر اس طرح شائع کیا کہ گویا انہوں نے یہ فتویٰ مسلم لیگ میں شمولیت اور قیام پاکستان کے بعد جاری کیا ہے۔ حالانکہ مولوی صاحب لیگ میں شمولیت اختیار کر کے عملاً اس فتوے کی تردید کر چکے تھے۔ اس پر احمدیوں کو خائف ہونے کی بھلا کیا ضرورت تھی۔ وہ تو خائف جب ہوتے کہ یہ بات اُن کے لئے نئی ہوتی۔ وہ تو افغانستان کے اُن حکمرانوں کے جور و استبداد کو ہنسی خوشی برداشت کر کے جام شہادت پی چکے ہیں۔ کہ جن کے یہ احراری خود ہمراز واقع ہوئے ہیں۔ البتہ خود اقلیتوں اور حکومت کو احراریوں کی اس گہری سازش کا نوٹس لینا پڑا کیونکہ ہندوستان و پاکستان کی حکومتیں "نہرو لیاقت معاہدے" کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش عمل میں لا رہی تھیں اور یہ عاقبت نااندیش اشارہ ملنے پر پاکستان میں ایسی فضا پیدا کرنے میں مصروف تھے کہ جس میں اقلیتوں کو امن کا سانس بھی نصیب نہ ہو سکے۔ چنانچہ بعض عیسائیوں نے خدشہ ظاہر کیا۔ کہ اگر واقعی اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ تو پھر ہم لوگوں کا پاکستان میں کوئی ٹھکانا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تمام عیسائی جو پہلے مسلمان تھے۔ ایک نہ ایک دن موت کے گھاٹ اُتار دیئے جائیں گے۔ دوسرے ہماری تبلیغ بھی رُک جائے گی۔ کیونکہ جو کوئی بھی عیسائی ہونا چاہیگا مولوی صاحبان کی تلوار اُسے ارتداد اختیار کرنے نہ دے گی۔ اقلیتوں میں اعتماد بحال کرنے کے لئے ضروری تھا۔ کہ حکومت ان تخریبی کارروائیوں کی طرف متوجہ ہو۔ چنانچہ اُس نے مولوی شبیر احمد عثمانی کی اس خلاف اسلام تحریر کو ضبط کر لیا۔ جس کی شر انگیز اشاعت ایک فتنۂ عظیم کا موجب بن سکتی تھی۔

حکومت کے خلاف اشتعال انگیزی

اب احراریوں نے حکومت کے اس فعل کو ہی جو داخلی امن و امان برقرار رکھنے کی نیت سے کیا گیا ہے۔ اشتعال پھیلانے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ اور وہ اپنی نام نہاد تبلیغی کانفرنسوں میں عوام کو حکومت کے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔ اور پہلے سے بھی زیادہ شدومد کے ساتھ احمدیوں کے قتل کے فتوے صادر کر رہے ہیں۔ چنانچہ اوکاڑہ اور راولپنڈی میں دو احمدیوں کی شہادت احراریوں کی اشتعال انگیزی کا بین ثبوت ہے۔ داخلی امن و امان کے لئے یہ خطرہ اس وقت پیدا کیا جا رہا ہے جب کہ ملک میں کامل اتحاد کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ جوں جوں افغانستان پاکستان کے خلاف اپنی غیر معقول روش میں بڑھتا جاتا ہے۔ یہ عاقبت نااندیش گروہ ملک کے اندرونی حالات پیدا کرنے میں اپنی مساعی کو تیز کرتا جاتا ہے کہ جو خود افغانستان کی داخلی بے چینی کے اصل ذمہ دار ہیں۔ چنانچہ کبھی چاہتے ہیں۔ کہ یہاں کے عوام بھی اپنی حکومت سے اسی طرح برگشتہ ہو جائیں جس طرح وہاں کے عوام اپنی جابر حکومت کے خلاف مشتعل ہو بیٹھے ہیں۔ کبھی یہاں کی اقلیتوں میں بے اطمینانی پھیلا کر لیاقت نہرو معاہدے کو ناکام بنانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ تو کبھی داخلی امن و امان کو خاک میں ملا کر قوم و ملک کو بیرونی خطرات سے بے خبر رکھنا چاہتے ہیں

الغرض

یہ سب کیوں ہے؟ اس لئے کہ بقول نباض احرار مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی:۔

"احرار نے ملک کی اتنی خدمت نہیں کی۔ جتنا ملک کو نقصان پہنچایا ہے ...... احرار کا ذہن تخریبی ہے۔ یعنی وہ نفی کی بنیادوں پر اپنی تحریک کی اساس اٹھاتے ہیں۔ اور جب تک کسی تحریک کسی فرد کسی ادارے پر تابڑ توڑ حملہ نہ کر لیں۔ ان کی خطابت اپنے معراج کو نہیں پہنچ سکتی۔ اور ان کی سیاست اپنے برگ و بار نہیں دے سکتی"

(چٹان ۳۰ اکتوبر سنہ ۵۰ء "بوئے گل نالۂ دل دودِ چراغ محفل" صفحہ ۱۹)

مدیر "چٹان" جناب شورش کاشمیری نے "نباض احرار" کی تشخیص کو ایک بار پھر مشتہر کر کے بظاہر جرأت سے کام لیا ہے۔ لیکن جرأت کا یہ اظہار محض ضمنی ہے۔ کیونکہ بسا اوقات وہ اپنے احراری دوستوں کا منہ بند کرنے کے لئے احمدیت کے خلاف ایک آدھ شذرہ گھسیٹ کر جرأت کے اس ضمنی اظہار کی بھی نفی کر دیا کرتے ہیں۔ نفی کیوں نہ کریں۔ جب کہ وہ جماعت احرار سے براہ راست تعلق نہ رکھنے کے باوجود طبعاً احراری واقع ہوئے ہیں۔ اور نفی احرار کی فطرت ثانیہ ہے۔ (ابن حسن)

219

شہید احمدیت چوہدری بدر دین صاحب مرحوم

(از مکرم چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ اسلام مقیم سپین)

بندہ آج کل ایک قومی نمائش کے موقعہ پر تارا گونا آیا ہوا ہے۔ برادرم مکرم فضل کریم صاحب کا خط میڈرڈ سے ہو کر ملا۔ جس میں یہ دردناک خبر درج ہے کہ راولپنڈی میں کسی دشمن احمدیت نے محض احمدیت کی مخالفت کی بناء پر میرے ایک عزیز جناب چوہدری بدرالدین صاحب کو پستول کے ذریعہ گولی مار کر شہید کر دیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے۔ اور اُن کی قربانی احمدیت کی ترقی کے لئے کھاد کا کام دے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے قرب میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو اُن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے کہ وہ بھی سلسلہ کے لئے بھاری قربانیاں پیش کر سکیں۔ آمین۔ اللّٰھم آمین

میرے لئے یہ خبر سخت صدمہ کا موجب تھی۔ مگر ساتھ ہی خوشی بھی ہوئی کہ ہمارے خاندان کے ایک اور فرد کو احمدیت کی خاطر قربانی دینے کی توفیق ملی۔ بندہ بچپن سے ہی اُن کو جانتا ہے۔ اُن کی دو صاحبزادیاں میرے بھائیوں سے اور ہماری دو ہمشیرگان اُن کے دو لڑکوں سے بیاہی ہوئی ہیں۔ بندہ کو زمانہ تعلیم سے ہی ان تعلقات کی بناء پر اُن کے گھر لدھیانہ جانے کا موقعہ ملتا رہا ہے۔ اور بندہ جب سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد کے مطابق کلاس ٹریننگ کے لئے یو۔ پی گیا۔ تو دارالامان آتے ہوئے لدھیانہ چونکہ راستہ میں تھا۔ ہمیشہ کچھ وقت کے لئے ان کے ہاں اُتر جاتا تھا۔ کلکتہ سے بھی دو دفعہ آنے جانے کا موقعہ ملا۔ بھوٹی دیو۔ یو۔ پی میں بندہ کو سخت ٹائیفائڈ ہو گیا۔ ڈیڑھ ماہ سے زائد بندہ اُن کے گھر زیر علاج رہا۔ وہ نہایت خندہ پیشانی محبت اور حقیقی ہمدردی سے میرے علاج میں کوشاں رہے۔ ان تمام تکالیف کو مرحوم اور اُن کا خاندان نہایت خوشی سے برداشت کرتے رہے۔ بہت ہی سادہ طبیعت تھی۔ نرم دل۔ نہایت راست گو انسان تھے۔

مرحوم کے والد صاحب چوہدری حیدر علی خان مرحوم جو محکمہ نہر میں ایس۔ ڈی۔ او S.D.O تھے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوئے اور مرحوم چوہدری بدرالدین صاحب بھی صحابی تھے۔ جو اس وقت طالب علم تھے۔ ماشاء اللہ وصیت بھی کی ہوئی تھی۔ چندوں میں بہت باقاعدہ تھے۔ جب بھی دفتر سے تنخواہ ملتی۔ پہلا کام یہ تھا۔ چندہ وصیت و دیگر چندے الگ کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے بال بچوں کا خود حافظ و ناصر ہو اور ان سب کو صبر کی توفیق ملے۔

برادرم نے خط لکھا ہے کہ قاتل نے چوہدری صاحب کو شہید کرنے کے لئے انتخاب ہی اسی لئے کیا کہ آپ اس محلہ میں زیادہ بزرگ اور جماعت احمدیہ کے سرگرم رکن نظر آتے تھے۔ افسوس دشمنانِ احمدیت اندھے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ شائد اس طرح خوف و ہراس پھیلا کر سلسلہ کی ترقی کو روک دیں گے۔ ان کم فہموں کو کیا معلوم کہ یہ خون ضائع نہیں جائے گا۔ یہ سلسلہ کی ترقی کے لئے مزید کھاد کا کام دے گا۔ سلسلہ احمدیہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ اس کو مٹایا نہیں جا سکتا۔ برخلاف اس کے مٹانے والے خود مٹ جائیں گے۔ افسوس دشمنان احمدیت۔ پاکستان میں تو احمدیت کے خلاف ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ ان کو معلوم نہیں کہ احمدیت اب پھلدار درخت بن چکا ہے۔ جس کی شاخیں دیگر ممالک کے علاوہ سپین میں بھی پہنچ چکی ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الالباب۔

(خاکسار کرم الٰہی ظفر انچارج مشن سپین)

صوبہ سرحد قیام پاکستان کے تیسرے سال میں

تعلیم

گذشتہ سال صوبہ میں تعلیم کو فروغ دینے کے لئے حکومت کے پروگرام پر بڑی تندہی اور مستقل مزاجی سے عمل کیا گیا۔ لڑکوں کے تعلیمی اداروں کی تعداد جو حکومت کے براہ راست زیر نگرانی ہیں۔ ۹۲۹ سے بڑھ کر ۱۰۹۷ ہو گئی۔ اور طلباء کی تعداد ۸۶۷۹ سے بڑھ کر ۱۰۱۱۰۰ ہو گئی۔

صوبہ میں لڑکیوں کی تعلیم کی جانب خاص توجہ دی گئی۔ لڑکیوں کے تعلیمی اداروں کی تعداد ۱۴۵ سے بڑھ کر ۱۶۵ ہو گئی ہے۔ اعلیٰ تعلیم کی غرض سے لڑکیوں کا ایک ڈگری کالج قائم ہو گیا ہے جس میں طبی نیز غیر طبی الیف۔ ایس۔ سی کی تعلیم دینے کی سہولتیں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ امور خانہ داری اور دیگر کاموں کی تربیت دینے کا اسکول اور ایک صنعتی اسکول قائم کیا گیا ہے۔ آخر الذکر اسکول لڑکیوں کو سینے پکڑے کاٹنے بننے۔ زردوزی اور سلمے ستارے کا کام سکھاتا ہے۔ مرکزی حکومت کے تعاون سے قبائلی علاقوں میں تعلیم کی ترویج کے لئے اعلیٰ اسکیمیں بنائی گئی ہیں۔ جن کے نتیجہ میں لڑکوں کے لئے ۴۲ پرائمری۔ مڈل اور ہائی اسکول۔ لڑکیوں کے لئے دو اسکول اور تعلیم بالغان کے تیس مرکز اس سال مختلف مقامات پر قائم کئے گئے ہیں۔ آج کل حکومت تعلیمی اداروں کے لئے دس لاکھ روپے سالانہ صرف کر رہی ہے۔ اور اس کے علاوہ قبائلی علاقوں کے طلباء کو متعدد وظائف دے رہی ہے سرحدی ریاستیں بھی تعلیمی میدان بتدریج ترقی کر رہی ہیں۔

صوبہ تعلیم بالغان کے تقریباً ۶ مرکز موجود ہیں جن میں اندازاً دو ہزار افراد کو تعلیم دی جا رہی ہے اس صوبہ میں تعلیمی ترقی کے لئے اہم ترین اقدام صوبہ میں ایک علیحدہ یونیورسٹی کا قیام ہے جس میں اکتوبر ۱۹۵۰ء سے کام شروع ہو جانے کی توقع ہے اس یونیورسٹی کو نہایت اعلیٰ معیار کا تعلیمی مرکز بنانے اور اس کے ذریعہ۔ انجینئرنگ۔ ذاتی تحقیقاتی مویشی بانی کی تحقیقات۔ قانون۔ تجارت وغیرہ کی تعلیم دینے کے منصوبوں پر تیزی سے عمل ہو رہا ہے۔

آبپاشی کی اسکیمیں

آبپاشی کی حسب ذیل اسکیمیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں:-

(۱) ضلع بنوں میں خرم گڑھی ویئر اسکیم سے تقریباً ۸۳۰۰۰ ایکڑ زمین سیراب ہو گی۔ اس اسکیم پر اندازاً ایک کروڑ روپے صرف ہوں گے۔ اور اس مزید ہزاروں ایکڑ زمین سیراب ہونے کی بھی توقع ہے۔ (۲) ضلع کوہاٹ میں ٹیوب ویلوں کے ذریعہ آبپاشی کی اسکیم کا مقصد برقی ٹیوب ویلوں سے تقریباً ۲۰۰۰ ایکڑ زمین سیراب کرنا ہے۔ اس پر اندازاً دس لاکھ روپے صرف ہوں گے۔ (۳) ضلع مردان کے سیم کے علاقوں سے پانی کی نکاسی کی اسکیم سے تقریباً ۱۵۰۰ ایکڑ زمین قابل کاشت بن جائے گی۔

ان تین بڑی مجوزہ اسکیموں کے علاوہ حسب ذیل اسکیموں پر عمل کیا جا رہا ہے۔

(۱) کٹھا خنگ کو نئے طریقہ سے ترتیب دینا

(۲) تبلانگ آبپاشی کی اسکیم

(۳) ضلع بنوں میں لسکا خیل کی دائیں اور بائیں نہروں کو نئے طریقہ سے ترتیب دینا

(۴) ضلع بنوں میں جانی خیل نہر کو نئے طریقہ سے ترتیب دینا۔

(۵) ضلع ہزارہ میں کاگ آبپاشی کی اسکیم

(۶) ڈیرہ اسمٰعیل خان میں دودھ گوہی کا کام

ان سب اور کچھ اسکیموں پر جلد ہی عمل درآمد شروع کر دیا جائے گا۔ امید ہے کہ اس سے صوبہ کی زراعتی ترقی میں بڑی مدد ملے گی۔

وقف جائدادیں

گذشتہ سال صوبے کے محکمہ مال کے ساتھ خیراتی جماعتوں کا محکمہ بھی شامل کر دیا گیا تھا تاکہ وقف جائدادوں کی زائد آمدنی۔ مذہبی۔ خیراتی کاموں پر صرف کی جائے۔ اس محکمہ کا حسب ذیل اسکیموں پر عمل کرنے کا خیال ہے۔

(۱) ناداروں کے لئے محتاج خانے جاری کرنا

(۲) دینیات کے طالب علموں کے لئے گرانٹ اسلامیہ کالج پشاور میں ہوسٹل کی تعمیر

(۳) لیڈی ریڈنگ اسپتال پشاور کی توسیع

اس زمانہ کا ربانی مُصلح
ان کا دعویٰ - اُن کی تعلیم - انکی
اپنی زبان میں!
انگریزی و اُردو میں کارڈ آنے پر
مُفت
عبداللہ الہ دین سکندرآباد - دکن

الفضل میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

دواخانہ خدمت خلق: ہمدردِ نسواں
اسقاط حمل اور بچوں کا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانے کا مجرب علاج۔ قیمت مکمل کورس ۱۲ روپیہ

فضل الٰہی
اولاد نرینہ کی بے حد مجرب دوا بشرطیکہ حمل کے پہلے ماہ سے شروع کر دیں قیمت مکمل کورس سولہ روپے۔

دواخانہ خدمت خلق ربوہ ضلع جھنگ

مرقاۃ الیقین فی حیات نور الدین۔ حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کی خود نوشت سوانح عمری مکمل ۲۷۵ صفحات قیمت مجلد ۴ روپے دواخانہ نور الدین جودھامل بلڈنگ لاہور

بقیہ صفحہ (۲)
سٹار ہوزری کا اجلاس

تاکہ دوسروں کو کام کرنے کا موقع ملے۔

ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب نے ترمیم پیش کی۔ کہ کم از کم دس حصص کا مالک ڈائرکٹر سمجھا جائے۔ جو کثرت رائے سے گر گئی۔ اور فیصلہ ہوا کہ آئندہ کم از کم پچاس حصص کا مالک ڈائرکٹر ہو سکتا ہے۔

۳۔ تجویز مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور کہ دس فی صدی کمیشن حصہ مہیا کرنے والوں کو دیا جائے تاکہ سرمایہ جلد مہیا ہو جائے۔ بالاتفاق یہ تجویز منظور کی گئی کہ جو دوست سابقہ حصہ داران ہی سے یا ان کے علاوہ سٹار ہوزری کے لئے نئے حصہ دار مہیا کرے گا۔ اسے دس فی صدی بطور کمیشن دیا جائیگا

۴۔ تجویز شیخ نیاز محمد صاحب کہ تحریک جدید سے امداد حاصل کی جائے۔ یہ تجویز دوران تبادلہ خیالات انہوں نے واپس لے لی اور اسکے بالمقابل یہ فیصلہ ہوا کہ کل ساٹھ ہزار روپیہ سے کام شروع کیا جائے۔ جس کے لئے صدر انجمن سے قرضہ مبلغ تیس ہزار روپیہ لیا جائے۔ جو چھ ماہ کے اندر واپس کیا جائے گا۔ بقیہ تیس ہزار روپیہ فروخت حصص سے حاصل کیا جائے۔

۵۔ تجویز ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کہ نئے حصہ دار بھی بنائے جائیں اور اس بارہ میں اعلان کیا جائے۔ یہ تجویز بھی بالاتفاق منظور ہوئی

۶۔ تجویز ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کہ حصہ کی قیمت بڑھائی جائے یعنی بجائے دس روپے کے پندرہ روپے فی حصہ مقرر ہو۔ کثرت رائے سے فیصلہ ہوا کہ حصہ کی قیمت مبلغ دس روپے ہی رہے۔

۷۔ تجویز مستری محمد حسین صاحب کہ گورنمنٹ سے صنعتی امداد لی جائے۔ یہ تجویز بھی بالاتفاق منظور ہوئی۔

۸۔ تجویز شیخ نیاز محمد صاحب کہ دو ڈائرکٹروں کی خالی شدہ اسامی کو پُر کیا جائے بالاتفاق خالی شدہ اسامیوں کے لئے میر محمد بخش صاحب ایڈووکیٹ گوجرانوالہ اور خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کو ڈائرکٹر نامزد کیا گیا۔

۹۔ تجویز منشی محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹی کہ سرمایہ حاصل کرنے کے لئے جن دوستوں سے قرضہ حاصل کیا جائے ان کو خالص منافعہ کا پچاس فی صدی منافع دیا جائے۔ کثرت رائے سے فیصلہ ہوا کہ خالص منافعہ کا ۳۳ فیصدی قرضہ دہندہ دوستوں کو دیا جائے۔ نوٹ:۔ اس تعلق میں یہ بھی فیصلہ ہوا کہ صدر انجمن سے جو قرضہ لیا جائے گا وہ بھی اسی شرط پر ہوگا۔ ص

ص۔ ۱۰۔ تجویز میر محمد بخش صاحب ایڈووکیٹ کہ قانونی معاہدہ کرنے کا مینیجنگ ڈائریکٹر مجاز قرار دیا جائے کہ وہ مجوزہ قرضہ حاصل کرنے کے لئے ضروری دستاویز کمپنی ہذا کی طرف سے تکمیل کرے۔ یہ تجویز بھی بالاتفاق منظور کی گئی۔ کہ مینیجنگ ڈائرکٹر کو قانونی معاہدہ کرنے کا اختیار ہوگا۔

۱۱۔ تجویز شیخ نیاز محمد صاحب کہ جنرل اجلاس کی طرف سے سید ولی اللہ شاہ صاحب کا شکریہ ادا کیا جائے کہ انہوں نے مفوضہ کام کو جیزہ خوبی اور محنت سے سرانجام دیا بالاتفاق یہ تجویز منظور کی گئی۔

نوٹ:۔ اس موقعہ پر صدر صاحب کی طرف سے پیش کیا گیا کہ وہ تو صدر انجمن کے نمائندہ ہیں، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کی تعمیل ہی بہتر شکریہ ہے۔ اس کی ضرورت نہیں۔ مگر جنرل اجلاس نے ان کا یہ منظور نہیں کیا۔

نیاز محمد سکرٹری

امداد باہمی کے اصولوں پر عوام کا معیار زندگی بلند کرنیکی ضرورت

کراچی ۵ر نومبر۔ کل کراچی میں یوم امداد باہمی منانے کے سلسلے میں ایک عام اجلاس منعقد ہوا جس میں پیرزادہ عبدالستار وزیر خوراک و زراعت پاکستان نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ اس اجلاس میں انٹرنیشنل کواپریٹو الائنس (امداد باہمی کے سلسلے میں بین الاقوامی اتحاد) کی بھیجی ہوئی قرارداد منظور کی گئی۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ ممالک عالم کے امن کا تقاضا یہ ہے کہ امداد باہمی کے اصولوں پر عوام کی اقتصادی حالت کی اصلاح کی جائے۔ اور پسماندہ ملکوں کے عوام کا معیار زندگی بلند کیا جائے۔

پیرزادہ عبدالستار نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ اگر پاکستان میں امداد باہمی کے اصول پر مزید انجمنیں بنائی جائیں تو اس سے عوام کو خوشحال و مرفع الحال بنانے میں بڑی مدد ملے گی۔ اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا۔ کہ جن لوگوں کا روپیہ فالتو پڑا ہے وہ اس سے کام لینا شروع کر دیں گے اور اس طرح ایک طرف خود اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے دوسری طرف ہزاروں باشندوں کی روزی کا ذریعہ بھی بن سکیں گے۔ آپ نے کہا کہ امداد باہمی کا طریقہ صرف تجارت تک محدود نہیں رہنا چاہیئے۔ بلکہ زراعتی امور کو بھی اس سے ترقی دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اسوقت زراعتی امور میں امداد باہمی کا جو تجربہ کیا گیا ہے۔ وہ بے حد کامیاب ثابت ہوا ہے میرا خیال ہے کہ زمینداروں کو رغبت دلانی چاہیئے کہ وہ عصر حاضر کے جدید ترین اصولوں سے غافل نہ رہیں اور امداد باہمی کے طریقے پر کاشتکاری شروع کر دیں۔ آپنے کہا کہ یہ کوئی عذر نہیں ہو سکتا کہ چھوٹے زمیندار جن کی زمینیں بکھری ہوئی ہیں۔ اس طریقہ سے کماحقہ آگاہ نہیں ہیں کیونکہ طریقے سے انکا ہی کوئی مشکل کام نہیں۔ چھوٹے زمیندار جن کے قطعات اراضی بکھرے پڑے ہیں اگر اشتمال اراضی کے اصول پر کام کرلیں تو آجکل کے ٹریکٹروں کی مدد سے ان کی مدد سے ان کی محنت کم ہو جائے گی اور ان کے حاصلات میں اضافہ ہو جائیگا۔ اسکے بعد جب کئی گاؤں ملکر ایک انجمن بنالیں گے۔ انہیں امداد باہمی کے اصولوں سے اپنا معیار حیات بلند کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔ آپ نے کہا کہ حکومت کو بھی اس طرف خاص توجہ مبذول کرنا پڑے گی۔ اور میرا خیال ہے کہ آئندہ جن لوگوں کے نام زمین الاٹ کرنا مقصود ہو ان کے لئے یہ شرط لگا دینی چاہیئے کہ زمین امداد باہمی کے اصولوں پر کاشت کاری کریں۔

پنجاب میں ریڈ کراس کا ہفتہ

لاہور ۶ر نومبر کل سے پنجاب میں ریڈ کراس کا ہفتہ شروع ہو گیا ہے۔ جس کی غرض وغایت یہ ہے کہ اس وقت ریڈ کراس سوسائیٹی کی طرف سے سیلاب زدوں کی بہبودی جاری ہے۔ اس میں اس کا ہاتھ بٹایا جائے اور اس کے لئے چندہ جمع کیا جائے کل سردار عبدالرب نشتر گورنر پنجاب نے لاہور میں ریڈ کراس کے میلے کا افتتاح کیا۔ ریڈ کراس کی جھنڈیاں بیچنا بچوں کی نمائش اور سینما شو ریڈ کراس ہفتے کی خصوصیات ہیں۔

کل مسٹر جسٹس منیر صدر پنجاب ریڈ کراس نے ایک تقریر براڈ کاسٹ کرتے ہوئے عوام سے اپیل کی کہ وہ دل کھول کر چندہ دیں۔ آپ نے کہا کہ ہم ریڈ کراس کا نام ہلال احمر رکھنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن چونکہ قانونی دشواریاں موجود ہیں۔ اسلئے ابھی تک ہم اس سلسلہ میں کامیاب نہیں ہوئے۔

ترکی کے لئے تیل کے منافع کا حصہ

بغداد ۶ر اکتوبر۔ عراق کی وزارتی کونسل نے ترکی کی حکومت کو ۲۵۰۰۰ دینار ادا کرنے کا انتظام کیا ہے۔ یہ رقم ترکی کو ۱۹۴۹ء کے عراقی تیل کے منافع کے حصے میں دی جا رہی ہے۔

لاسہ میں کمیونسٹوں کے حامیوں نے حکومت پر قبضہ کر لیا ہے؟

لندن ۷ر نومبر۔ کمیونسٹوں کے حامیوں نے دو مذہبی لیڈروں کی قیادت میں حکومت تبت کا تختہ الٹ کر لاسہ (دار السلطنت) پر قبضہ کر لیا ہے۔ دار الحکومت میں یہ بغاوت دلائی۔ لامہ اور ریجنٹ کے بھاگ جانے کے فوراً بعد شروع ہوئی اگرچہ دار السلطنت پر قبضہ کرنے والوں کی تھوڑی بہت مخالفت بھی کی گئی۔ اور اس سلسلے میں کچھ ہنگامہ بھی برپا ہوا۔ لیکن کمیونسٹوں کے حامیوں نے مخالفین کو کچل دیا اور اس طرح دار الحکومت پر اپنا تسلط جما لیا۔ کالم پانگ کی اطلاعات کے مطابق اب لاسہ میں امن قائم ہو گیا ہے لیکن ابھی تک ۱۴ سالہ دلائی لامہ اور ریجنٹ کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ نئی دہلی کی غیر مصدقہ اطلاعات کے مطابق دلائی لامہ کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

انجمن اخوان المسلمین کا نیا صدر

قاہرہ ۷ر نومبر۔ انجمن اخوان المسلمین نے البنا کی جگہ حسن اسمٰعیل کو اپنا صدر منتخب کر لیا ہے۔ اسجگہ اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حسن البنا کو چند ماہ پیشتر قتل کر دیا گیا تھا۔ حکومت مصر نے حال ہی میں انجمن اخوان المسلمین کو از سر نو سیاسی سرگرمیوں کی اجازت دی ہے۔ جس کی وجہ سے ملک بھر میں مسرت کی لہر دوڑ گئی ہے۔ انجمن کی طرف سے حکومت سے التماس کی گئی ہے کہ وفد پارٹی کی حکومت نے انجمن کا جو روپیہ اور جائیداد ضبط کر رکھی ہے اسے واپس کر دیا جائے اور پارٹی کے گرفتار شدہ لیڈروں کو رہا کر دیا جائے۔

تباہ شدہ ہندوستانی طیارہ مل گیا

جنیوا ۶ر نومبر۔ ہندوستان کا جو طیارہ جمعہ سے مفقود الخبر تھا۔ وہ کل مونٹ بلانک سے ۱۵۷۹۰ فٹ نیچے مل گیا۔ یہ طیارہ ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے۔ خیال ہے کہ ۴۸ اشخاص (مع عملہ جہاز) میں سے کوئی بھی نہیں بچ سکا۔

ہسپانیہ سے سفارتی تعلقات کی اجازت
جنرل اسمبلی نے قرارداد منظور کر لی

فلشنگ میڈوز۔ ۷ر نومبر کل جنرل اسمبلی نے اس قرارداد کو منظور کر لیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یو این او کے جو ارکان ہسپانیہ سے سفارتی تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ان پر کوئی پابندی عائد نہ کی جائے کہ ہسپانیہ سے سفارتی تعلقات پر ۱۹۴۶ء میں پابندی عائد کی گئی تھی۔ جس کے بعد یو این او کے ارکان نے ہسپانیہ سے اپنے سفارتی تعلقات منقطع کر لئے تھے۔ کل جنرل اسمبلی میں جو قرارداد منظور ہوئی ہے۔ اس کی رو سے ہسپانیہ کو یو این او کے بعض خاص اداروں میں بھی شریک ہونے کا حق حاصل ہو گیا ہے۔